







کتاب  
زینت البناات

از

۱-م-خ عظیم آبادی، ایلدیه محمد تمیز الدین خان صاحب عظیم آبادی  
نیلیگر آف انسپیکٹر کال کاشمیر یلوئے

باجازت مصنفه موصوفه

۱۹۰۶ء

روزنامہ انیسویں  
کابل و ایران  
مجمع

قیمت ..... فیجلد ..... ۱۷

# فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	تہجد اور تہنوں (ڈیڈیکشن)۔۔۔۔۔	۱
۲	حمد باری تعالیٰ۔۔۔۔۔	۲
۳	دو نفلی سرگزشت۔۔۔۔۔	۳
۴	التماسِ مُعْتَف۔۔۔۔۔	۴
۵	مسئلہ دستِ ولیم سن کی ملاقات۔۔۔۔۔	۵
۶	صبح کا وقت اور مسوؤ کی غفلت۔۔۔۔۔	۶
۷	اما کو نصیحت۔۔۔۔۔	۷
۸	انتظام خانہ داری اور میموں کی آمد۔۔۔۔۔	۸
۹	ضروری معذرت۔۔۔۔۔	۹
۱۰	صندوستانی عورتوں کا لباس اور زیورات۔۔۔۔۔	۱۰
۱۱	پٹنہ علیہم آباد قدیم شہر ہے۔۔۔۔۔	۱۱
۱۲	پردہ کی بحث پر میموں کے سوالات۔۔۔۔۔	۱۲
۱۳	سوالات کے جوابات قرآن مجید اور احادیث سے۔۔۔۔۔	۱۳
۱۴	عقل اور نقلی دلائل در تائید پردہ مرد و عورت۔۔۔۔۔	۱۴
۱۵	بدعاتِ ماہِ محترم۔۔۔۔۔	۱۵
۱۶	تعلیم نسوان کی بحث۔۔۔۔۔	۱۶
۱۷	تعلیم کیسے اور اس طرح ہونی چاہیے؟۔۔۔۔۔	۱۷
۱۸	مشرقی لیڈیوں کی تعلیم اور اوس کا نتیجہ۔۔۔۔۔	۱۸
۱۹	میموں کی رخصت اور خاتمہ کتاب۔۔۔۔۔	۱۹

اس چھوٹی سی کتاب کے لئے کسی طویل دیباچہ یا تمہید کی توجہ دانا ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔  
مختصر اور متنوع مرض کر نیکے لئے تمہید کے نام سے یہ نسخہ سیاہ کرتی ہوں کہ یہ اخلاقی کتاب  
اس عاجزہ کی پہلی تصنیف ہے اور وہ بھی نہایت مختصر تصنیف یا تالیف دراصل بڑے لائق  
اور اعلیٰ درجہ کے لوگوں کا حصہ ہے۔ میں نے محض ایک سچے واقعہ کو ہو بہو مجھ پر گزرا ہے اپنی  
بہنوں کی دلچسپی اور خیالات میں اس طرح تغیر پیدا کرنے کے لئے لکھا ہے۔ اکثر اور صاحب  
تصنیف بہنوں نے بقوال قدر مضامین اور کتاب میں تعلیم النساء۔ امور خانہ داری  
و شکاری۔ اور پردہ کے متعلق لکھی ہیں ان کے ساتھ میں بھی لہو لگا کر شہید دل میں  
شامل ہوتی ہوں۔ میری پیاری بہنوں! میں اپنی لیاقت خوب جانتی ہوں اور مجھے بھی مرعہ  
یقین ہے کہ اس چھوٹی سی کتاب میں بہت سی غلطیاں ہوں گی اور یہ ہرگز اس قابل نہیں  
کہ اس کا نام بھی تعلیم النساء کی کتابوں میں لیا جائے۔ لیکن مقدس حجاز ریلوے  
کے کار خیرین شریک ہونے کے شوق نے مجھے اس کتاب کے لکھنے پر مجبور کر دیا جس سے  
بہتر میرے خیال میں داخل حسنت ہونے کا اور کوئی لکھنے کا طریقہ نہیں ہے۔ اگر میری بہنوں نے اس  
اعراض کو سمجھ کر فائدہ اٹھایا تو سمجھوں گی کہ مجھے اپنی محنت کا صلہ مل گیا۔ میں نے اس  
کتاب کو بنظر خیر اندیشی قوم ہلاکسی اندیشہ کے لکھ ڈالا ہے یہ خیال نہیں کیا کہ ناظرین مجھ کو  
کیا کہیں گے۔ اور آیا اسے بغور و توجہ پڑھیں گے یا نہیں۔ بقول حافظ شیرازیؒ  
حافظ و طیفہ تو دو عالم فتن است بوس + در بند آن مباحث کشیند یا نشیند

اب میں بڑی خوشی سے ان کو فخر قوم جناب مولانا مولوی محمد انشا اللہ خان صاحب ایڈیٹر انبیاؤں  
لاہور کے نام نامی سے مضمون کرتی ہوں چونکہ جناب موصوف نے حجاز ریلوے کے  
کار خیر کی اہمیت کو قوم پر جملے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا ہے اس واسطے

امید ہے کہ اس ناپزیر کتاب کا اعلان کے نام نامی سے معنوں ہونا بے ضرورت اور بے خیال  
 کیا جائے گا اور انہیں بھی اس ہدیہ محقر کے قبول فرماتے میں تامل نہ ہوگا۔ س  
 گر قبول افتد ز ہے، عز و شرف۔

اور لائق بہنوں کے سامنے اس کتاب کو مرف بہ امید ہے برتن نگر برکرم خوش نگر  
 پیش کرتی ہوں امید کہ دقیقہ شناس بہنیں میری غلطیوں سے اغماض کر کے نکتہ چینی نہ  
 فرمادیں گی۔ والسلام

العبد

۱-۲-خ

عظیم آبادی

الہیہ محمد تمیز الدین خان ٹیلیگراف انچیف  
 کان کا شملہ۔ یو۔



حمد و ثناء اُس ذات پاک بے نیاز کی جس کی شان وحدہ لا شریک رکھتا ہے  
 مباری کا میدان بے پایاں جب ہمارے پیغمبر شافعِ محشر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 سے ملے نہ ہو سکا تو مجھ ایسی دراندہ منزل کی کیا مجال کہ اس کے ایک شہ کو بھی ادا کرنے کا  
 حوصلہ کر سکے اسی طرح محبوبِ رب العزت اور عالی منقبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت کا  
 حوصلہ کرنا بھی جن کی شان میں خود خداوند کریم فرما چکا (لَوْلَا اَنْتَ لَمْ يَخْلُقْنَا اَفَلَا تَلْهَمُنَا  
 حُجُوجًا مِّنْهُ بَرِيًّا) بات ہے لہذا ان دونوں سے گذر کر عرضِ مطلب کرتی ہوں۔

## دو لفظی سرگزشت

پیاری بہنو! قبل اس کے کہ میں اہلِ مطلب اور واقعہ کو حیطہ تحریر میں لاؤں اپنے پڑھنے  
 لکھنے کے شغل کا تذکرہ کر دینا مناسب سمجھتی ہوں تاکہ ان بہنوں کے خیالات کی اصلاح ہو  
 جو اپنی لڑکیوں اور علی الخصوص عورتوں کے لئے پڑھنا لکھنا اور اعلیٰ تعلیم کا حامل کرنا  
 نہیں سمجھتیں۔ جن وجہوں سے صوبہ بہار کے مسلمان اعلیٰ تعلیم میں متقابلہ دیکر صوبہ جات کے  
 قومی بھائیوں کے اسوقت نکتہ چینی ہیں قریب قریب ان ہی وجوہ سے اس صوبہ کی  
 مسلمان خواتین پر بھی کسبِ علم و ہنر کی ترقی کا دروازہ قریباً بالکل بند ہے۔ خاص میں  
 دکن شہر عظیم آباد کی حالت ملاحظہ فرمائیے۔ اس شہر کو صوبہ بہار کے دارالسلطنت ہونیکا فوجی



اور اس گئی گندی حالت میں بھی سوائے چند بڑے شہروں کے وہ اپنا ثانی نہیں رکھتا لیکن یہاں شہری بہنوں کا مذاق ایسا ادنیٰ درجہ کا ہے جس پر سوائے کچھ افسوس منے کے اور کوئی چارہ نظر نہیں آتا۔ اکثر لڑکیاں پڑھنے لکھنے کے نام سے جی چڑاتی اور طرح طرح کے چیلے پیش کرتی ہیں اور اپنے پیش بہا اوقات کو ادھر ادھر بیٹھ کر یا کڑیاں وغیرہ کھیلنے میں راگیاں کھو دیتی ہیں۔ افسوس! اون کی خیر اندیش ماں بہنیں لاڈ پیار کی وجہ سے اون کی تعلیم و تربیت کا مطلق خیال نہیں کرتیں۔ ان وجوہات سے میرے شہر کی متوسط الحال یہ بیاں بھی پڑھنے لکھنے۔ امور خانہ داری اور دیکھ بھال وغیرہ میں اور شہروں کی ہم پلہ بہنوں سے بہت پیچھے رہتا ہے۔ یہ کمزوری مجھے اس وقت محسوس ہوئی جب بعد شادی کے میری رخصتی سمستی پور کو ہوئی جہاں میرے شوہر ریلوے میں ملازم تھے مجھ کو وہاں میرٹھ اور ضلع بجنور کی بہنوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا۔ جن کے خاوند اور دیگر رشتہ دار بھی محکمہ ریلوے کے مختلف اعلیٰ عہدوں پر مامور تھے۔ سبحان اللہ! کیسے مبارک دن تھے کہ سب بہنیں اکثر زمانہ محفل میلاد شریف کیا ہوئیں شریف۔ رحمان المبارک اور بچوں کی کسی نہ کسی تقریب پر اکٹھی ہوئیں اور آپس میں ایک دوسرے سے نہایت خلق اور محبت سے پیش آئیں۔ امور خانہ داری اور انتظام تقریب میں بلا کہنے سے حصہ لیتیں اور ہر ایک کی دلی خواہش یہی ہوتی کہ سلیقہ مندی میں ہمارا نمبر سب سے اگے ہو۔ اور جو کام ہمارے متعلق کیا گیا ہے اس میں کسی بہن کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

ایکے میں میری تعلیم صرف اسی قدر ہوئی تھی کہ فروری مسائل نماز و روزہ سے واقف تھی اور تلاوت قرآن مجید سے ترجمہ بخوبی کر لیا کرتی تھی۔ جب میں پانچ برس کی تھی تو والد صاحب بلکہ کا انتقال ہو گیا اور ان کے انتقال سے ایک سال میری باجی صاحبہ کی شادی برادر معظم جناب سید نور الحسن صاحب ہوئی جو جناب ڈپٹی پوسٹ ماسٹر جنرل صاحب صوبہ بہار کے کارکن ہیں اور میرے خاوند بھائی بھی ہوتے ہیں۔ اس شادی کے تیسرے برس میرے یہاں کئی نذر کی چوری ہو گئی اور اس کے دو سال بعد باجی صاحبہ مرحومہ

راہیں ملک بقادر ہوئیں۔ ان حادثات کے داغ نے والدہ صاحبہ معظمہ کو نہایت غمزدہ اور  
صدمہ رسیدہ کر دیا تھا۔ جس سے اوہنوں نے میری تعلیم کا خیال چھوڑ دیا۔ ۱۹۔ شوال ۱۲۱۹ھ  
مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۰۰ء کو میری شادی ہوئی۔ اسکے چھ ماہ بعد رنگون میں ہمارے نانا  
جناب مولانا شاہ آغا جان صاحب کا انتقال ہو گیا آپ کی تصانیف میں سے اخیر محمدی۔  
اد جہنستان قدرت نعت کی مشہور کتابیں ہیں۔ آپ کے انتقال سے پانچ ماہ بعد ۲۶ ذیقعدہ  
۱۳۲۰ھ ہجری کو والدہ صاحبہ معظمہ بھی بعارضہ طاعون رحلت کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ  
ان حادثات سے جو صدمہ مجھے پہنچا اُس کا قلب بند کرنا باعثِ طوالت ہو گا اِس لیے عرض اس  
دعا پر ختم کرتی ہوں۔ کہ خداوند کریم اُن بزرگوار کو غریقِ رحمت کرے اور حضور انور شافعِ روز  
محشر کے طفیل عقیلی میں اعلیٰ مدارج پر پہنچا دے۔

سمتی پور میں جب مجھے مذکورہ بالا بہنوں سے ملنے کا اتفاق ہوا جن میں سے ہر ایک  
اردو۔ فارسی۔ عربی۔ مذہبی۔ تواریخی۔ علمِ الہیات۔ علمِ طب جغرافیہ۔ اور علمِ الحساب وغیرہ  
کی بھی لیات رکھتی تھیں۔ دشکاری بھی مجھ سے بدرجہا بہتر جانتی تھیں اور میں سے  
ہر طرح کے کپڑے بخوبی سی لیتی تھیں۔ تو اُن لوگوں کے گھٹراپے۔ قلم و ہنر۔ باہمی افغان و  
محبت۔ نشست و برخاست اور اعلیٰ مذہبی خیالات دیکھ کر مجھ کو اپنی کم علمی اور ناپختگی پر  
بڑی ندامت ہوئی۔ اسکا اند کو کچھ علاج ہونہ سکتا تھا۔ میں خداوند کریم کے حضور دعا کرکے شروع  
کردی کہ اسے فائدہ کریم مجھے بھی اپنے کرم سے ان بہنوں کے ہم پلہ بنا دے! اس کے ساتھ ہی  
پڑھنے لکھنے میں بھی دل دجان سے کوشاں ہوئی۔ اگرچہ خداوند کریم کے فضل سے مجھے دلواریوں  
کی ماں ہونیکا فخر حاصل ہے جن میں ایک تو قابلِ شمار نہیں جسکو دینے والے عذر نے اپنی کجکامیت  
و مصلحت سے فوراً ہی لے لیا ہاں۔ م۔ ا۔ خ۔ پانچ چھ بیٹنے کی تھی جس کے سبب میرا پڑھنا  
لکھنا بہ وقت نہایت برباد ہوتا تھا پھر بھی خدا کے فضل سے تین برس کے اندر ہی میں نے  
بہت سی مذہبی۔ اخلاقی۔ تمدنی اور علمی کتابیں پڑھ ڈالیں اور لکھنے کی بھی کچھ عادت حاصل

کر لی اور اُس کے ساتھ ہی سینے پر ملنے میں بھی خاصی ترقی کی۔ اب دیکھاری پکھنے کی  
مشتاق ہوں تاکہ پھوٹن اور جہالت کے شر مناک الزاموں سے بچوں۔ اے خداؤ کریم  
میری کل اسلامی بہنوں کے دلوں میں اس سے بھی زیادہ شوق عطا کر اور انہیں حادثات  
زمانہ سے محفوظ رکھ!۔ آمین ختم آمین!!

## التماس

میری لائق بہنو! ذرا مجھ ناچیز سے بھی زمانہ موجودہ کی روش پر دو باتیں کر ٹیکے لئے  
مخاطب ہو جاؤ۔ میں اس مہربانی کو میں عزت افزائی سمجھ کر دل سے آپ کی ممنون و  
مشکور ہو گئی۔ میں اپنی مدغلی سرگزشت میں کوئی بات چھپا نہیں کہی ہے۔ میری  
بہنوں کو اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ نہ تو میں کوئی بڑی عالمہ ہوں۔ نہ خود کچھ ایسی متعل  
ہوں اور نہ متمول خاندانوں سے رشتہ ذات ہے بلکہ محض اوسط درجہ کے لوگوں میں میرا  
نمبر ہے ہاں شرافت جو میں رحمت خداوندی ہے اس سے بے فائدہ اس وقت تک مال  
مال ہوں بقول اکبرؒ

پچھے پڑوں سے شرافت نہیں مائی اکبرؒ خاکساران جہاں را بختارت منگر  
میری بہنو! جب سے میں اردو اور خصوصاً سہی فارسی پڑھنے لکھنے لگی اسی وقت سے  
اسلامی اخبارات اور رسالہ جات وطن۔ النجم۔ اتحادی۔ اور انوار الاسلام وغیرہ کا  
مطالعہ بھی سینے مستمسک طور پر شروع کر رہا تھا جس سے زمانہ موجودہ کی اصل کا بخوبی پہچان  
رہا۔ پیارے بہنو! نہ تو اب وہ اگلا سا زمانہ ہے نہ ویسے لوگ ہیں۔ زمانہ روز بروز ترقی کرتا  
جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہر مذہب اور ہر فرقہ کے لوگ بھی ترقی کے یہ نین میں دوڑ رہے  
ہیں۔ کوئی گروہ پیچھے رہ نہا نہیں پاتا۔ ہر ایک سبقت لیجانے کے لئے اپنی ایڑی سے چوٹی  
تک کا زور لگا رہا ہے۔ خدا کی شان! اسلام میں بھی سیکڑوں گروہ موجود ہیں کوئی مرن

اتفاق اتفاق پکار رہا ہے کوئی ہماری موجودہ معاشرت اور طرز تمدن کو ناقص بنا کر  
یوروپین اقوام کی تقلید کی تلقین کر رہا ہے۔

کوئی مذہبی پابندی پر زور دے رہا ہے۔ کوئی صرف صنعت و حرفت کا دلدادہ ہے  
کوئی مقلد۔ غیر مقلد اور شیعہ سنی کے جھگڑوں میں مہلک ہے۔ کوئی پروردہ نشین بی بیوں  
کو بدتر از جہانور سمجھ کر ان پر طرح طرح کے جھوٹے الزام لگاتا اور قوم کے ترقی نہ کرنے کی  
بڑی وجہ اپنی ماں بہنوں کی محترم رسموں کو بتاتا ہے جسے دیکھ کر ایک عصمت مآب  
خاتون کا کلیجہ اڑتا ہے۔ بقول شاعر :-

رہی ہر قومیت اب خود نمائی کبر و عظمت میں + دلوں میں خوف و حق باقی رہے  
میں ایک عرصہ سے ان خیالات میں بیچ و تاب کھا رہی تھی کہ خداوند کریم نے مجھے اپنی  
نایاب و نایاب قوت و خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ اب میں اپنی بہنوں کے ساتھ انہیں پیش  
کرتی ہوں۔ میری بہنیں سمجھیں اور فائدہ اٹھائیں۔ والسلام

راقمہ مصنفہ



## مُسْتَعِزُّ اور مُسْتَوِلِیْمِ سَن صَاحِبَات کی مُلَاقَات

جب س۔ ا۔ خ۔ کے آبا کی تبدیلی سستی پور سے برونی جنگشن ضلع مونگیر کو ہوئی تو  
 اور کے کچھ عرصہ بعد وہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ بڑے اور چھوٹے صاحب کی یہ سماجی قہم  
 ملنے کی خواہش ظاہر کرتی ہیں چونکہ مجھ کو اس عمر میں کبھی ایسی عورتوں سے ملنے کا  
 اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے میری طبیعت میں ایک طرح کا نال اور جھجک سی تھی جس کے  
 سبب کئی ماہ تک ٹالتی رہی لیکن جب صاحب لوگوں نے خود اداں سے کہا تو وہ  
 مجبور ہو گئے اور پہننے لگے کہ اب انکار کرنا مصلحت اور تہذیب کے خلاف ہے اور اُن  
 لوگوں کے رنج کا باعث ہوگا۔ تب تو میں بھی مجبور ہو گئی اور قہر درویش بجان درویش  
 انکی ملاقات سے ظہور کرنی ہی پڑی۔ چنانچہ ۲۱۔ ذوالحجہ ۱۳۲۳ھ ہجری شام کا وقت میموں سے  
 ملنے کے لئے مقرر ہوا۔ لیکن اسکے ساتھ ہی محکومہ خلیجان پیدا ہوا کہ کس طرح ملنا چاہئے۔  
 کیا کیا سا ان کیا جائے اور کن کن امور پر گفتگو ہوگی۔ غرض جب تک وہ نہ آئیں  
 ایسے ہی طرح طرح کے خیالات کی ایک الجھن سی پیدا ہوتی رہی لیکن جب وہ لوگ  
 آگئیں۔ تو میں نے بھی دل مضبوط کر کے نہایت بے تحلفانہ ملاقات کی اور سلسلہ گفتگو

میں بے رعبی سے کام لیا۔ اگرچہ میرے واسطے یہ پہلا موقع تھا تاہم میں نے بہت ہمت کی اور کمال چار گھنٹے تک اُن سے ہم کلام رہی۔ بعد تناول طعام جو میں نے اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا وہ خست ہوئیں۔ مندرجہ ذیل تحریر اسی ملاقات کا پورا خاکہ ہے۔۔۔

جو میری بہنوں کے سیکڑوں شکوک کو انشاء اللہ رفع کر دیگی اور امید ہے کہ وہ نہیں اسے متاثر ہو کر اپنی اصلاح آپ کر نیک خیال پیدا ہوگا اور مذہبی۔ علمی۔ اخلاقی معلومات حاصل کرنے اور امور خانہ داری و دستکاری وغیرہ کا اعلیٰ سلیقہ سیکھنے کا شوق بڑھے گا۔

یاریت التجا ہے گرم تو اگر کرے ۔۔۔ وہ بات دے زبان پہ کہ دل میں اثر کرے

## صبح کا وقت اور سحود کی غفلت

سبحان اللہ صبح کا وقت بھی کیسا سُہانا ہوتا ہے۔ صلح قدرت نے اُسے کتنا دلکش اور مسرت خیز بنایا ہے کہ خواہ مخواہ بھلا معلوم ہوتا ہے۔ مبارک ہیں وہ بہنیں جو اس وقت خواب ستر سے بیدار ہو کر بارگاہ خداوندی میں ہاتھ باندھے حاضر ہوتی ہیں اور حاکم حقینی کی بندگی کو مستحسباتی ہیں ۔۔۔

میں حسب معمول اٹھی اور ماکو آواز دی۔ گروہ مجھ سے پہلے ہی اٹھ کر پانی گرم کرنے میں مشغول تھی جلدی سے پانی لائی۔ میں نے وضو کیا۔ نماز پڑھی اُسی اثنائے میں ماما نے بچی کو ہنالچ سے اٹھالیا اور گود میں لے کر دوسری کو خطر میں چلی گئی۔ میں نماز سے فارغ ہو کر تلاوت قرآن مجید کو میٹھی ہی تھی کہ یکایک خیال آیا کہ آج اس وقت تک مسعود نماز پڑھنے کو نہیں اٹھا۔ ناظرین یہ لڑکا بھی میرا خاندان چھوڑا بہائی ہے۔ بد قسمتی سے پڑھنے لکھنے سے بہت جی چراتا ہے کُند ذہن اور شریر اقل درجہ کا ہے میں نے اُسے آواز دی۔

مسعود۔ جی ہاں

میں۔ کیوں کہ شریر تو روز اسی طرح صبح کی نماز کے وقت خواب غفلت میں پڑا بیٹا رہتا ہے

اب بتا تو سہی نماز کب پڑھے گا؟ اور قرآن مجید کی تلاوت کب ہوگی؟۔

مسعود۔ باجی میرا قصور ہے؟ اما نے کیوں نہیں جگادیا؟۔

اما۔ واہ میاں میں روز پکار دیتی ہوں۔ تم خود ہی نہیں اٹھتے۔

میں۔ اما سچ کہتی ہے مسعود اب تو بغیر پڑے اپنی کابلی اور غفلت سے باز نہیں آئیگا  
 جبے تیرے یہ ڈھنگ ایک آنکھ نہیں جانتے۔ اشار اللہ اب کچھ نکتے نہیں ہو۔ کیا نہیں  
 اب تک یہ نہیں معلوم کہ جن مسلمان گھروں کے بچے اور عورتیں مستعدی اور دل سے پابند  
 صوم و صاۃ نہیں ہوتیں تلاوت قرآن مجید نہیں کرتیں اون گھروں میں حرکت کے فرشتے نہیں  
 آتے۔ برکت اور فلاح نہیں ہوتی۔ عیسائی شیطان راندہ درگاہ کا غلبہ ہوتا ہے۔ جو طبع طرح پر  
 بہکانے نئی نئی مصیبتوں میں پھنسانے اور مالک حقیقی کے حکموں سے بیفکرو غافل کر نیکی  
 تاک میں لگا رہتا ہے۔

مسعود۔ ابھی فضا پڑھ کر تلاوت قرآن مجید کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ اب سکایت کا  
 موقع نہ دوں گا۔

میں۔ یہ نکر چپ ہو رہی اور تلاوت میں مشغول ہوئی۔ سات بجنے کے قریب تلاوت سے  
 فارغ ہو کر بچی کے پاس گئی وہ بے خبر سو رہی تھی۔ اسے سوتا چھوڑ کر باورچی خانہ میں گئی اور  
 انتظام خانہ داری میں مشغول ہوئی۔ کچھ دیر بعد تلاوت قرآن مجید سے مسود نے بھی فرصت  
 پائی۔ تو میرے پاس آکر پوچھنے لگا

مسعود میں نے سنا ہے کہ آن شام کو میم صاحبان آنے والی ہیں۔

میں۔ ہاں تمہارے بھائی صاحب کہتے تو تھے۔

مسعود۔ آپ کو ان لوگوں کے سامنے ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ اس وقت تک ہم لوگوں کے  
 خاندان میں ایسی عورتوں سے ملنا سخت معیوب سمجھتے ہیں۔

میں۔ تجھ کو کیا خبر؟ میں خود بھی ایسی عورتوں سے ملنا کوا مانا نہیں کرتی لیکن مجبور ہوں۔

خداوند کریم نے جسکو میری عصمت و معنت کا محافظ بنایا اور امور دنیوی میں اوس کی مدد کی حکم کی کو سخت منع فرمایا جب اسی کی یہ خوشی ہو تو میں کیا کروں اب جو منظور خدا۔ اوس وقت وہ خود بھی تو موجود رہیں گے۔

مسعود۔ میں اسکو پسند نہیں کرتا۔ جب یہ خبر عظیم آباد پہونچے گی تو بھابی صاحبہ وغیرہ کیا کہیں گی یہ کہہ کر وہ سبق پڑھنے باہر چلا گیا۔

## ماما کو نصیحت

کچھ دیر بعد مسعود سبق پڑھ کر واپس آیا اور یوں ہم کلام ہوا۔  
مسعود۔ دن اس قدر آگیا لیکن اب تک اُن لوگوں کے نشست اور ناشتہ وغیرہ کا سامان نہیں ہوا ہے ایسا نہ کہ وہ نہیں نکتہ چینی کا موقع ملے۔  
میں۔ ایک تو کو اڑا رہا (مکان) تنگ دوسرے بچی کے رکھ رکھاؤ اور خانہ داری کے انتظام سے اب تک جھٹکا رہا نہیں ہوا۔

مسعود۔ ماما کو تاکید کیجئے کہ معمولی متفرق کام دھند سے تو جلدی سے نٹالے۔  
میں۔ تم کیوں گھبراتے ہو۔ کیا مجھ کو اس کا خیال نہیں ہے۔  
میں نے ماما کو بلا کر کہا کہ اگر آج سارا انتظام ٹھیک ہو گیا اور وہ سب خوش خوش رخصت ہوئیں تو میں تم کو شایاں دوں گی۔ یہ سنکر ماما باغ باغ ہو گئی اور حسب معمول ہنسنے لگی۔  
میں نے کہا۔ سنو ماما۔ ہنسنے کی بات نہیں۔ دُنیا میں گھروں کی عزت اور خیر و خوبی عورتوں ہی کے ہاتھوں ہوتی ہے جن گھروں کی عورتیں خواہ بی بی ہوں یا باندی علی قدر مراتب باہمذہب سلیقہ مند۔ ہنرور۔ ایماندار عصمت شعار۔ نیک چلن۔ دانشمند پاک طینت نہیں ہوتیں۔ بس سمجھ لو کہ اُن گھروں سے خداوند کریم کی رحمت روز بروز کم ہوتی جا رہی ہے۔  
موتے شیطان ملعون کی شیطنت کا منحوس اثر یہاں تک پڑ چکا کہ ایک دن گھر کے چھبڑے



بڑے پریشان اور افلاس زدہ ہو جائیں گے۔

”ہیں ایسے گھرانے کوئی دن کے مہمان“

اس لئے عورتوں کو زیادہ زور سے ہنسا تہنہ لگانا۔ بلند آواز سے بولنا۔ چلا کر دنا پینا کرنا۔ پیروں کو پیچ کر اور دوڑ کر چلنا۔ سر کوٹ رہنا۔ ایک دو انگلیاں باہر نکال کر جوتیاں پہننا۔ پیروں کو گھسیٹ کر چلنا۔ بخش کلامی کرنا۔ بات بات پر لڑنا۔ کوسنا پیننا چست اور بے حرمت کپڑے پہننا۔ غیر محرموں پر چوری چھپو ان تاک جھانک کر نظریں ڈالنا۔ جھوٹ بولنا۔ چغلی زری اور زکا لٹریاں سخت میسوب ہے۔ اور مذہبی کتابوں میں ایسی حرکات کی مانعت آئی ہے۔ شرنا ایسی عورتوں کو ذلیل بد وضع بے شرم بد ہنیز بھوڑ اور جانی سمجھ کر نفرت کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں اور معتبر احادیث سے ثابت ہے کہ ایسی عورتوں کو قیامت میں بڑا بھاری عذاب ہو گا پس جن عورتوں کو ان باتوں کا خیال نہیں وہ بڑی بے عزت اور بد نصیب ہیں کہ چار دن کی زندگی میں خدا اور رسول کے حکموں کو ٹال کر دنیا میں بھی رسوا ہوتی ہیں اور عاقبت کی خبر تو خیر خدا جانے۔ سنو ما فلاح رین اوسی کو نصیب ہوگی جو ہر بات میں خدا اور رسول کے حکموں پر چلے۔ میں جو نہیں ان باتوں سے منع کرتی ہوں محض تمہارے بھلے کو۔ اگر تم ان پر غور کرو اور کار بند ہو تو پھر تم سی میری نظروں میں اور کوئی نہ ہوگی۔

ماما۔ بی بی میں نگوڑی جاہل تو حکم کی بندی ہوں۔ آپ کی مرضی کے کبھی خلاف نہیں چلتی دیکھئے صبح اٹھ کر کلمے اور الحمد کی صورت جو آپ نے یاد کرا دی ہے پہلے پڑھتی ہوں تب کسی دوسرے کام کو ہاتھ لگاتی ہوں جب سے آپ زیادہ ہنسنے کیلئے خفا ہوئی ہیں اوس کا بھی ثبوت کچھ خیال رکھتی ہوں۔ خدا معلوم مجھے کیوں اس قدر ہنسی آتی ہے۔ اللہ معاف کرے۔

## انتظام خانہ کی اوریجین کی آمد

یہ کہہ کر ماکھانا پکانے میں معروف ہو گئی یونین جی کی دیکھ بھال میں۔  
دس لاکھ کے قریب ماننے آوازی۔ بیوی! کھانے تیار ہیں۔

میں باورچی خانہ میں گئی اور کہا کہ اب مکان کی صفائی اور چیز بست کی سینت سنبھال  
سے بھی فراغت پانی چاہیئے تاکہ دعوت کے کھانوں کی تیاری کروں اور چار بجے تک  
کوئی کھینچا باقی نہ رہے۔

اما۔ بہت خوب حاضر ہوں۔ افسوس کہ اس وقت آپ کی خالہ اماں نہیں ہیں اگر وہ  
موجود ہوتیں تو پھر کچھ پریشانی اور گھبراہٹ نہ ہوتی۔

انہائے گفتگو میں سہو کے بھائی صاحب بھی آگئے اور تعجب ہو کر بولے ہیں! ابھی  
تک کچھ انتظام نہیں ہوا؟!

میں۔ اطمینان رکھئے۔ کل انتظام انشاء اللہ ابھی ہوا جاتا ہے مگر یہ تو فراموشیوں  
کی نشست کا کیا سامان ہو۔

وہ۔ میرے اخبارات اور کتابیں ادھا کر اُسے سجا دینا چاہیئے شیش سے مالی گلدستے  
بھی دے جاویگا۔

میں۔ بس خداوند کریم کے فضل سے اب کسی چیز کی کسر باقی نہیں۔

اسکے بعد سب کو کھانا کھلانے میں کچھ دیر لگی۔ جب اس سے بھی فرصت مل گئی تو انتظام  
دعوت اور صفائی مکان وغیرہ میں مشغول ہوئی اور قریب چار بجے کے بفضل خدا کل  
سامان درست ہو گئے۔ اور میں میزوں کے آنے کا انتظار کرنے لگی۔ مسعود کو تا کیس کی کتم  
باہر جا کر دیکھتے رہو جب اُن لوگوں کو آتے دیکھو فوراً مجھ کو خبر کر دو۔

دس ہی منٹ گزرے ہوئے کہ مسعود دروازہ آیا اور کہنے لگا۔ میم صاحبان بھائی صاحب کے

ہمزاد آرہی ہیں اور دو چھوٹے لڑکے بھی آیاؤں کی گود میں ہیں۔  
 آئینے میں وہ آگئیں۔ میں فوراً ادھکھڑی ہوئی اور اپنی قومی رسم کے مطابق آگے  
 بڑھ کر سلام کیا اُن لوگوں نے بھی گردنوں کو ہلا کر سلام کا جواب دیا۔ سلام میں نے  
 مُصافحہ کیا اور پوچھا آپ لوگوں کا مزاج اچھا ہے؟ اُن لوگوں نے جواب میں کہا اچھے  
 ہیں۔ آپ اچھی ہیں؟

میں۔ شکر و امان ہے خداوند کریم کا۔ آپ لوگوں کے آئینے میں بُہت خوش ہوئی۔  
 جب وہ پیچھے چکیں تو یہ بھی دوسری جانب بیٹھ گئی۔ اُن لوگوں نے میری بچی کو جو مانا کی گود  
 میں تھی لینا چاہا۔ میں نے مانا کو اشارہ کیا دیدو۔ چھوٹی سیم صاحبہ نے ادھکھڑی ہو کر گود میں لے لیا۔  
 میری مانا کی لڑکی کو جو کوئی دوسری کی ہوگی ادھاکر میرے پاس لائی میں نے کھلوٹے  
 ادھاکر اس کے ہاتھوں میں دیدیے۔ دو چار منٹ بعد میری بچی رونے لگی جس کو مانا آکر  
 لے گئی۔

## ضروری معذرت

اس کے کچھ عرصہ بعد اُن میموں سے بُہت ہی کارآمد مسئلوں پر گفتگو شروع ہوئی جسکو  
 وزراء و فاضل سے درج کرتی ہوں۔ لیکن میں اُن کے سوالات اور اپنے جوابات کو کچھ  
 لکھنے وقت کچھ عجیب سوچ میں پڑ گئی۔ آخر میرے دل نے خود ہی فیصلہ کیا اُس کا اظہار  
 بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ میری بہنوں کو سچ اور جھوٹ کے امتیاز میں کوئی  
 شک شبہ نہ رہے۔ اول تو میں خود پورب اور کچھم کے درمیانی حصہ ملک یعنی عظیم آباد  
 واقع صوبہ بہار کی رہنے والی ہوں۔ اہل زبان ہونا تو درکنار تذکیر و انیت تک صحیح  
 دہلے کا جوئے نہیں کر سکتی۔ لیکن ہے کہ اقدالات نہیں تو میری غایمیں پر نکات چینی نکریں  
 کہ میری محنت کامیاب نہیں۔ یہ سب سب سب۔ سبک اور سبک صاحبہ وغیرہ تو بغیر مال کی

کھال نکلے نہ چھوڑیں گی۔ یہ سمجھ کر کہ اس کی اُدھر میں تو خیر اور سوت ہوگی تب خدا کے فضل سے یہ کتاب چھپ کر ان لوگوں کی نظروں سے گزرے گی۔ اب اپنے اہل مذهب کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ یہوں کی مادری زبان چونکہ انگریزی ہے اردو بولنے کی ضرورت تو کروں۔ کہہ سوائے شاید ہی کسی اور کے ساتھ پڑتی ہو اس لئے وہ اردو الفاظ کے صحیح تلفظ کرنے سے معذور تھیں۔۔۔ جن کے ہر سوال انگریزی اور اردو الفاظ سے مرکب ہوتے تھے ان سوالات کو اسی طرح لکھنا اقل نو میرے لئے ممکن نہ تھا۔ دوسرے ایسا کرنا شاید ان کی تحقیر کا باعث بھی ہو لہذا مجھے ان کا کام اپنی بول چال میں لکھنا مناسب معلوم ہوا۔ رفیق ہمنوا اب ذرا متوجہ ہو کر سنو۔

دو گھنٹی بیٹھ کے سن لو میری پیاری ہمنوا۔ بعد مدت کے سناتی ہوں فسانہ دل کا

## ہندوستانی عورتوں کا لباس اور زیورات

میری عصمت باب ہمنوا جس وقت میم صاحبات تشریف لائیں اُس وقت میرے دل کی عجیب کیفیت تھی کچھ تو ان لوگوں کی پوشاک اور وضع کو دیکھ کر تعجب پیدا ہوتا تھا کہ کچھ بے باک و گنگوہر طبیعت شدرہاتی تھی اسی اشار میں بڑی میم صاحبہ مجھ سے مخاطب ہو کر بولیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی طبیعت اس کو ارڈر مکان میں گھبراتی ہوگی۔

میں۔ چونکہ مکان تنگ ہے اور پردیس ہے اس لئے اکثر گھبراتی ہوں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ ہم لوگوں کو آپ نے کی بہت تناسق تھی۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کیوں ہم لوگوں سے ملنا منظور نہیں کرتی تھیں؟

میں۔ مدتوں سے سنا کرتی تھی کہ آپ لوگ بالکل مردوں کی طرح سے آزادانہ معاشرت کرتے

ہیں اور ہر طرح کی مجلسوں میں بلا تکلف شریک ہوتی ہیں اسلئے طبیعت تال کرتی تھی۔

بڑی مہم صاحبہ کیا تعلیم یافتہ بیویوں کے لئے مردانہ مجلسوں میں شریک ہونا گناہ ہے؟  
ہم لوگوں کی وضع تو نیشنل یعنی قومی ہے۔

ہیں۔ ہمارے پاک، مذہب، اللہ تعالیٰ نے دونوں کو عورتوں پر افضل اور حاکم بنایا ہے  
جیسا کہ قرآن مجید کی آیت اَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى الدُّنْيَا سے ثابت ہے علاوہ انہیں یہ  
بات بھی مانی ہوتی ہے کہ مردوں کی نسبت عورتیں کم تحمل و ضعیف القویٰ ہوتی ہیں اور  
قدرت سے کم ہیں ایسا بنایا کہ مرد اور عورت میں فرق رہے اور عورت مرد کی فرمانبردار  
ہی رہے اگر یہ فرق قدرت نے نہ ہوتا تو کوئی عورت مرد کی تابع نہ ہوتی اور اس طرح نظام عالم میں  
سخت خلل پڑتا کہ نہ نشیت ایزدی اسی طرح تھی کہ عورت مرد کی محکوم رہ کر مرد کی مددگار ہو  
ایسے مرد کو وہ عافیت عنایت فرمائیں اور اُسی کی طرف آیت مندرجہ بالا میں اشارہ ہے پس  
غیر مجرمہ دونوں کی آزادانہ مجلسوں میں ان سے افعال ذمیر کا صادر ہونا قرین قیاس ہے  
جو ہر مذہب و ملت میں منوع ہے اور جس سے دوز جہان میں یقیناً سخت گنہگار اور بدنام  
ہونا پڑیگا۔ ایسے سماں شریف پیدا ہوں اسے بے عیب کی بات سمجھتی ہیں اور ایسی کیا  
زندگی سے مزہا بہتر مانجی ہیں۔ ہمارے مذہب میں عورتوں کو مردانی صورت بنانا اور دانی  
پوشش اختیار کرنا بھی جائز نہیں ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں  
پر لعنت فرمائی ہے۔

چوتھی مہم صاحبہ۔ ہر دستہ مانی عورتوں کا لباس کچھ ٹھیک نہیں ایک دوسری کی رہنے  
والوں کا لباس دوسرے مذہب والیوں سے نہیں ملتا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ  
لوگوں کے لباس کوئی قومی نہیں ہے (قومی لباس) مقرر نہیں ہے۔

میں۔ آپ کا فرمانا ایک طرح سے درست ہے۔ اس کی وجہ تو یہ ہے کہ دہرے سے ہے اور کچھ عوام کی  
جمہوریت کے مطابق ہند کی موجودہ حالت ایسی ناگفتہ بہ ہے کہ غیر اقوام کی نظروں میں ہماری  
قوم بہت سے اور صرف حمیدہ سے نکل کر لڑاتی ہے۔ لیکن فی الواقع ایسا نہیں اللہ تعالیٰ

کے نفل سے کوئی ایسا جو ہر نہ ہو گا جس سے ہماری قوم بالامال بنو۔ قومی لباس قومی تمدن۔ قومی ہمدردی۔ قومی جوش۔ اسلامی جیسے غرض کل اوصاف موجود ہیں ہاں اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ جہالت۔ افساس۔ اور غربت کی تاریک گھٹائیں تو مبرا بہت بڑا جگہ گھرا ہوا ہے جس وجہ سے کل کا خالص دھم دہم ہو رہے ہیں۔ بڑی میم صاحبہ۔ آپ کے ہاں خواتین کا قومی لباس کیا ہے؟

ہیں۔ ہمارے مذہب کی مقدس کتاب قرآن مجید کے آٹھویں پارہ سورہ اعراف میں خداوند کریم نے لباس کے متعلق عجیب سیگانہ طریقہ سے یہ تعلیم دی ہے۔ یٰٰلٰہٰی اٰدم اٰنزلنا علیکم لباساً لودى، مولا تم کو درختیاد لباس التقوا سے ڈالنا، خیر۔ ترجمہ۔ اے نبی آدم جیسے تمہیں ایک ایسا لباس عطا کر دیا ہے جو تمہارے تنک کو چھپا کر ہے اور (دوسرا لباس) نہایت کا عطا کیا ہے اور (ایک اور) پرہیزگاری کا لباس ہے وہی سب سے بہتر ہے۔

اس آیت شریفہ میں کیسے عجیب طریقہ سے لباس ظاہری کے علاوہ پرہیزگاری کی بھی تعلیم دی گئی ہے کہ جس طرح تم اپنے ظاہری سر کو لباس سے ڈھانکتی اور سجاتی ہو اسی طرح اپنے باطن کو بُرائیوں سے پاک رکھو اور اسے نیکیوں کے نورانی لباس سے مزین کرو۔ کیونکہ وہ علیم و جہّیہ خداوند کریم تمہاری ظاہری مدد توں اور زینتوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تودوں کی صفائی اور پاکیزگی کو دیکھتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا تعلیم ہوگی؟

اس لئے قرآن شریف میں بندوں کی وسیع اور پوشش کے بارے میں کوئی خاص حکم نہیں آیا ہے جس سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ صورت اور لباس سے نفس اسلام کو کچھ تعلق نہیں ہے ہاں اس کے ساتھ ہی ہمارے ہاؤسے برحق بانٹنا اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام کو بغیر مسلوں سے تشبیہ البتہ جائز نہیں رکھی جو فکر آج اور تکافور مشرک میں تفریق کا ہونا لازمی تھا اس لئے ایسے احکام صادر فرمائے جو احادیث اور فقہ کی مستند کتابوں میں موجود ہیں پس ہمارے شرعی لباس کو قومی لباس ہی کہنا چاہیئے۔

ہمارے پاک مذہب میں ایسے کپڑے بیسے۔ ادھی کی مل۔ آپ رواں بگت۔ لوٹ جانی  
 ڈور یہ اور خالص ریشمی کپڑے وغیرہ اکھرے پہننا جسے بدن جھبر جھبر کر معلوم ہو۔ سختی  
 ہے۔ پناچو حدیث شریف میں آیا ہے۔ زیت کا سیسہ عاریہ یونم ایقہ متبہ۔ (جو  
 عورتیں آج دنیا میں کپڑے پہنتی ہیں ادن میں سے بہت سی قیامت کے روز ننگی ہوں گی) یعنی  
 جو یہ بیاں ظاہری زیب و زینت سے تو آراستہ رہتی ہیں مگر تقویٰ اور نیکی سے عاری ہوں  
 وہ قیامت کے دن بجلیل کے سامنے جو دلوں کی صفائی اور پاکیزگی کو دیکھنا ہے ظاہری  
 لباس سے بھی ننگی نظر آئیں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک مومن اور مومنہ کو ایسی رسوائی سے بچائے  
 بقول شاعر۔ (ایسے کپڑوں کے جو ہو دینگے لباس بد بونے جنت بھی نہیں آئیں گی پاس)

تخصیر کہ اسلام نے لباس کے متعلق لمبا ط سادگی اور عمدگی کے معاہدہ ال پر قائم  
 رہنے کی تعلیم دی ہے۔ یعنی اعلیٰ درجہ کے لباس فاحشہ سے روکا تو نہایت غلیظ اور پیلے پلید  
 کپڑے پہننے سے بھی ویسا ہی منع فرمایا۔ اس لئے شریف بیاں یہ کپڑے اس طرح ہونی نہیں  
 چاہتیں جن سے ذرا بھی کوئی محض معلوم ہو جائے یا سر کھلا رہے۔ ہمارا قومی لباس یہ ہے  
 سنگین کپڑوں کی سببی آستینوں والے بڑے کرتے۔ دوپٹے۔ بیچ کی لاس کی ٹہری کے  
 چوڑا ریاں پاجامے۔ یا چند کلیوں کے پائینچے والے پاجامے پہننا۔ سر میں کساؤ اقصا باندھنا  
 عزیز و اقارب کے ہاں جانے یا اور کہیں کا سفر کرتے وقت برقع یا سر سے پاؤں تک چادر  
 اوڑھ کر سواری میں قدم رکھنے کا حکم ہے۔ ان کے علاوہ اس قسم کے اڈ کپڑے بھی پہن سکتے  
 ہیں جن سے شرعی پردہ پورا پورا قائم رہ سکے اسی طرح سلیم شاہی یا دہلی آگرے کی جوتیاں  
 پہنی جاتی ہیں۔

چھوٹی ٹیم صابہ۔ لیکن میں نے تو مسلمان مستورات کو ساری اور چھوٹی چھوٹی  
 کرتیاں پہنے ننگے پیر چہلے اکثر دیکھا ہے۔

بڑی میم صابہ۔ میں نے لکھنؤ وغیرہ شہروں میں مسلمان عورتوں کو بہت بڑے بڑے

پانچوں کے پا جانے جو پانچ چھ گز سے بھی زیادہ ہوتے ہونگے اور باریکہ پچھوٹے اور پتھر پہنے  
 ننگے سر دیکھا ہے۔ اکثر اوقات گوشت سے بالکل چپکے ہوئے چوٹ دار لباس پہنے بھی دیکھا  
 میں۔ آپ کا فرمانا واقعی درست ہے۔ ہمارے شہریں اور خود ہمارے غریب و افارنگ ان کی اکثر  
 کے بے سرو پا لباس اب تک مروج ہیں۔ بعض عورتیں ساری اس بے احتیاطی سے پہنتی ہیں  
 غنودالہ۔ تھوٹی کرتی کا گریبان کھلا ہوتا ہے جس سے گھٹے کے قریب کا حصہ اور نصف شکم کھلا  
 رہتا ہے نہایت بڑے پانچوں واسے پاجاموں کے دونوں پانچوں کو یا تو ہر لحظہ ہاتھوں میں  
 لئے رہنا پڑتا ہے یا آگ کو ٹانگ لیا جاتا ہے جس سے خاصی بے پردگی ہوتی ہے اسی طرح  
 بالکل چست چوٹ دار پاجاموں سے پنڈے کی وضع قطع ظاہر ہو جاتی ہے۔ آپ بچے و عورتوں کی  
 ہوں کہ کسی انسان کے فعل سے اس کی مذہبی تعلیم اور آئین معاشرت کا پتہ لگانا ناممکن نہیں  
 غلطی ہے۔ ہمارا پاک مذہب ایسے غنودالہ یعنی، دسبے، محبانہ لباس کو بالکل منع کرتا ہے لیکن انہوں  
 کہ قوم کے باخبر لوگ بھی اس پر توجہ نہیں کرتے۔ اگر آج قومی لباس کا روانہ ہو جاوے تو ہماری بہنوں  
 کو بہت سی کمزوریات سے نجات مل جاوے۔ ۵

نہیں ہے وقت یا اس اب بھی اگر بچتے کیجئے جو ۵۔ مسئلہ اگر تم میں ہے کچھ ننگہ دھیا باقی۔  
 بڑی مبہم صاحبہ۔ آپ لوگوں کے ہاں کون کون سے گھنے (ریور) پہنے جاتے ہیں؟  
 میں۔ گھنے کئی قسم کے ہوتے ہیں، جو گھنے شہر کی شریف بیبیاں پہنتی ہیں وہ بیات کی خواتین  
 کے زیورات سے زیادہ خوبصورت اور زیبک ہوتے ہیں۔ مثلاً۔ چمپا کلی۔ مانگ ٹیکہ۔ گلوند  
 چوٹی بڈ پچڑیاں جھومر تھپتھپتے۔ البیاں۔ بھلیاں۔ چمن ہار۔ تھوڑے رنگ کی کیل۔  
 کمزرب۔ کمر دھنی۔ شمشیر بند۔ رنگے۔ بازو بند۔ جوشن۔ بتائے۔ برہم۔ پونچھیاں۔  
 انگشتر ہاں۔ چوڑیاں۔ پٹیاں۔ کڑے۔ چہرے۔ پازرب۔ چھاکل۔ بدھی وغیرہ۔ لیکن  
 سب رعاجی زیورات ہیں ہم مارے۔ ہندس مذہب میں ایسے زیورات کا پہننا جو چلنے پھرنے  
 میں زور سے بچتے ہوں۔ منع آیا ہے۔ جیسے چھاکل۔ پازرب۔ دھیریاں۔ رنگ



بچے دے زیورات چھوٹی لڑکیوں کو بھی پہنا دیت نہیں انسوس کہ میری مہذب بہنوں کو بھی اس مذہبی حکم کا خیال بہت ہی کم ہے۔

چھوٹی میم صاحبہ ہم لوگ ایک گھنٹے کے واسطے بھی اتنے زیور دیکھا پہنا گوارا نہیں کر سکتے ہیں۔ چونکہ آپ لوگ زیور پہننے کے عادی ہی نہیں اس واسطے آپ کو یہ خیال معلوم ہوتے ہیں۔ دوسرے ہماری ذہنی بہنیں بھی ساری کی ساری یہ عام زیورات ایک ساتھ توڑا ہی پتی ہیں۔ اور اگر الہا ہو تو فی الواقع جمال ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں حسبِ مقدار چند ہلکے ہلکے نفیس زیوروں کا پہنا شریف بیبیوں کے لئے کچھ بڑی بات نہیں۔ مذہب بھی جائز ہے اور ان کے معیشت کو وقتوں میں کام بھی آ سکتا ہے۔ ان آپ لوگ اس سے یہ نہ سمجھیں کہ کالج اور لاکھ کی چوڑیوں سے یا اسی طرح کی اور سہل چیزوں سے سکاڑھوں کا فصول بھر لیا بھی کہنا چاہئے میں داخل ہے۔ جس سے بوجہ تکلیف اور نقصان کے کوئی فائدہ نہیں۔ میں نے خود مدتوں رواج کے مطابق زیور پہنا ہے لیکن بفضلِ خدا اب اس سے ایسی ہی نفرت ہو گئی ہے جیسی آگے رغبت تھی۔ خداوندِ کریم میری اور بہنوں کو بھی اس پر غور کرنے کی توفیق عطا کرے۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی زبانی یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔

میں۔ یہ نصف آپکا احسان اور قدر افزائی و ذرا نوازی ہے۔

پڑنے والی میم صاحبہ آباد قیوم شہر ہے

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کا مکان کہاں ہے۔

میں۔ پڑنے والی آباد

چھوٹی میم صاحبہ۔ بڑے گلزار باغ میں میں بھی رہ چکی ہوں۔

بڑی میم صاحبہ۔ کیا پڑنے بہت بڑا شہر ہے۔

اس کا جواب چھوٹی میم صاحب نے اون کو انگیزی میں دیا۔ یہ سمجھ سکی کہ بعد میں بڑی میم صاحبہ کی طرف مخاطب ہو کر بولی۔ عظیم آباد میں تہہ نہ تھیں نے تاریخ عظیم آباد مولانا جناب مولانا سید علی محمد صاحب شاد عظیم آبادی بولی پڑھی۔ اس میں اس کی آبادی اور ترقی و تنزل کے پہلو کو نہایت وضاحت خوش اسلوبی سے دکھایا ہے۔ اس شہر کا نام پالی پوتر۔ پدراوت اور کوتم پور بھی۔ گلاب پٹنہ یا عظیم آباد پر کارا جاتا ہے پشہر کمال ۹ میل طول میں اور ایک میل عرض میں دیہات گنگ کے کنارے پڑا ہے۔ جس میں پونے دو لاکھ خلق خدا البستی ہے مشہور۔ زمانہ قدیم میں یہ ہندو راجہ چندر گپت کا پایتخت تھا مسلمانوں کی سلطنت میں بھی اس جگہ نواب گورکھ کا صدر مقام تھا اداسی وجہ سے اب تک دارالسلطنت مشہور ہے۔ اس وقت بھی اگرچہ شہر کی حالت تنزل پر ہے۔ طاہون اور دہلے چن چن کے لوگوں کو ہاک و تارت کیا ہے لیکر۔ میں تو اسے اب بھی دارالعلوم۔ دارالکتاب اور گنج شرف سمجھتی ہوں۔ ہرنن رہ رہیہ کے لوگ وہاں آباد ہیں۔ غبار۔ میں یہ بنا آپ ہی نظیر ہے۔

بڑی میم صاحبہ نے میں کون کون ہی قدیم اور جدید عمارات قابل دید ہیں۔ میں۔ اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کر سکتی ہوں جو کچھ تاریخ میں پڑھا ہے اور اپنے عزیز واقارب کی زبان سے سنا ہے وہ گزارش کئے دیتی ہوں۔ قدیم عمارات میں ہندوؤں کے بڑے دیوتا پٹنہ ہی جی کا مندر ہے جہاں ہندو درشن کو جلاتے ہیں۔ دریا کے گنگ بہتا ہے دوسرے سکھوں کے گرد گوبند جی کا مول ہے اور ہر مندر کی بڑی عمارت سنگ مرمر اور سنگ موٹے کی بنی ہے مسلمانوں کی عمارات میں۔ جامع مسجد۔ شیر شاہ کی مسجد۔ خواجہ عزیز صاحب کی مسجد۔ پتھر کی مسجد۔ سیف خان کا مدرسہ۔ شاہ ارخان کی درگاہ کبھی درگاہ۔ شاہ معروف۔ شاہ منصور کی قبر۔ شاہ پیر و مریہ کا مزار۔ جعفر خان کا باغ تین پولیہ۔ ولندیز کا پتہ۔ گول گھر۔ پاندھی کی بولی۔ انگیزی قبرستان شیخ ٹھاک

گرہی جیسے اب منگل تالاب کہتے ہیں۔ اور قلعہ کی منہدم عمارات ہیں۔ جدید عمارات میں  
خدا بخش خان صاحب کا کتب خانہ۔ پٹنہ کالج۔ اینون کی کوٹھی۔ بہار نیشنل کالج میڈیکل کالج  
زنانہ شفا خانہ۔ انجیرنگ کالج۔ محمد بجان کی مسجد۔ سکندر منسل۔ بادشاہ مشرل۔ نادرل  
سکول۔ پیارے صاحب مرحوم کا عالیشان مکان جس میں ندوہ کا جلسہ ہوا تھا۔ اور  
اب عالیجناب نواب گورنر صاحب بہادر کی کوٹھی تیار ہو رہی ہے۔

چھوٹی مہم صاحبہ۔ پٹنہ سے اخبارات بھی نکلتے ہیں یا نہیں ہے۔

میں۔ اس کی بھی مجھے ٹیمیک خبر نہیں کہ کتنے اخبارات اور رسالے نکلتے ہیں۔ ہاں سوکے  
الہیچ کے مسلمانوں کا کوئی ایسا قومی اخبار نہیں نکلتا جس سے قوم اور ملک کو فائدہ پہنچے  
اور جو ہر طرح کی قومی فلاح و بہبود کے وسائل سوچے اور قوم کی جائز حمایت کا حق ادا کرے۔  
افسوس ایسی کوئی انجمن بھی نہیں جس سے اشاعت اسلام ہو اور یتیم اور مسکین بچوں کی پرورش  
اور تعلیم کا ذمہ لے۔ اس سے آپ لوگ یہ سمجھیں کہ عظیم آباد ایسے لوگوں سے بالکل ہی خالی ہے  
خدا کے فضل سے وہاں علماء و فضلاء۔ شعراء۔ رؤسار۔ اور ہزاروں نوکری یافتہ وکیل میریٹر  
موجود ہیں۔ اگر چاہیں تو چشم زدن میں۔ وکٹن۔ وکٹیل۔ آنجمر۔ کرزن گزٹ۔ الہادی اور  
انوار الاسلام وغیرہ اسلامی پریچوں کے دوش بدوش ایک کیا کئی اخبار اور رسالے جاری کر  
سکتے ہیں۔ چنانچہ جس سال عظیم آباد میں ندوہ العلماء کا عظیم الشان جلسہ ہوا ہے اس  
وقت یہ امید بندھ گئی تھی کہ اب بہاری مسلمانوں کا مذہبی علمی۔ اور قومی جوش زندہ  
ہوئے والا ہے لیکن وہیں صد افسوس کہ وہ تمام امیدیں موبہم نکلیں۔ خداوند کریم اب  
بھی انہیں جلد بیدار کرے تاکہ میری آرزو پوری ہو۔ آمین۔

قوم اپنی ترقی ہو۔ خدا۔ ہے خدا سے یہ دعا صبح و شام۔



## پردہ کی بحث پر میموں کے سوالات

بڑی میم صاحبہ۔ میں آپ سے پردہ کی رسم کے متعلق کچھ اچھوتا چاہتی ہوں۔  
میں یوں لائق ہوں مگر غیر جو کچھ جانتی ہوں عرض کرنا چاہتی ہوں۔  
چھوٹی میم صاحبہ۔ ہمارا بھی شک دور ہو جاوے گا۔

بڑی میم صاحبہ۔ ہمارا خیال ہے کہ آپ لوگوں کے ہاں پردہ کی رسم بہت ہی سخت ہے۔  
میں۔ چونکہ آپ لوگ آزاد رہتی ہیں اس لئے مسلمانوں کی اس رسم کو تعجب کی نگاہوں  
سے دیکھتی اور برا خیال کرتی ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ مسلمان لوگ اپنی عورتوں کو جبراً اس سختی سے پردہ میں قید رکھتے ہیں  
میں۔ معاف فرمائیے آپ لوگوں کا یہ خیال درست نہیں مسلمان شریف بیبیاں اپنی خوشی  
پردہ میں رہنا چاہتی ہیں اور اس محترم مذہبی رسم پر فخر کرتی ہیں۔ مزہ ہو یا عورت جبراً کوئی کب  
تک کسی کا حکم مان سکتا ہے؟۔ آپ لوگوں نے اکثر سنا ہوگا کہ پردہ نشینوں میں بھی بعض  
نکل جاتی ہیں۔ وہ کیوں؟۔ اس کی بڑی وجہ اون کی ذاتی شوخی اور بے حیائی ہے۔  
جو صحبت بد سے خیالات کو بگاڑ کر طبیعت میں آزادی اور کیونگی پیدا کر دیتی ہے لیکن مرد  
اون کو زبردستی پردہ میں رکھتے ہیں، اسلئے جب اون کو موقع ملتا ہے نکل بھاگتی ہیں۔  
اور اس طرح پردہ اور پردہ دار بیبیوں کو بدنام کرتی ہیں۔ اہل میں یہ سارا قصور اون کے  
والدین کا ہے جو غفلت اور لاپرواہی سے چھٹپن ہی میں لڑکیوں کی طبیعت سزا ج اور  
روش کا اندازہ نہیں کرتے۔ لالچ پیار میں اون کو انہی کی مرضی پر چھوڑ کر خود طے بنا دیتی ہیں  
اور آوارہ و بے حیا بازاری عورتوں کے میل جول اور جھوٹے قصہ۔ فسانے ناول۔ اور  
یہود مغزوں کی کتابوں کے مطالعہ سے نہیں روکتے ہیں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ کچھ ہی سہی مگر ہمارے خیال میں تو پردہ کی رسم میرے قلم ہے بیچارہ



اور افغانستان وغیرہ میں پروردہ اس سختی سے نہیں بڑا جاتا جیسا کہ ہندوستان میں ہے  
وہاں عورتیں آزادی سے گھبراہٹ کا انتظام اور کام دھند کرتی ہیں۔ پھر کہیں زبندوستان  
میں بھی ویسا ہی پروردہ مروج ہو۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ ملاقات کو نیکی بڑی وجہ اہی سب۔ باتوں کی تحقیقات بھی ہو کر  
ہمیں سنا تھا کہ آپ تعلیم یافتہ ہیں۔

## سوالات کے جوابات قرآن مجید اور احادیث شریفے

مجھ میں تو اتنی لیاقت نہیں کہ آپ لوگوں کے سوال کے ساتھ جواب دے سکوں البتہ اپنی  
مستمر ہم پروردہ کی خوبیوں کو پوری طرح سے بیان کر سکوں تاہم پروردہ کے متعلق جو کچھ مذہبی حکم  
مجھ کو معلوم ہیں جن سے راجح الاعتقاد اور دیندار مسلمان ہنرمت نہیں ہو سکتے مختصر عرض  
کرتی ہوں اوس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ عقلی دلائل سے بھی ثابت کروں گی کہ ہندوستان پروردہ  
ہندوستانی مسلمان کے حق میں عین رحمت الہی ہے اگر اپنے انصاف کو کام فرمایا تو یہ کھیر فر  
ڈگری جو اس وقت آپ لوگوں کے دلوں پر نقش ہے شافی جواب بالکل بزرگ کر دینا چاہیگی  
میں آپ لوگوں کی اس عزت افزائی کی بدل مشکور ہوں کہ مجھ جیسی بے علم کو اپنے اس لائق سمجھا  
اب غور سے سنئے۔ آج سو اسیروں سو برس کے قریب عرصہ گزرا کہ اسلام اور بائیسے اسلام صلعم  
نے مسلمانوں کو وہ حقوق بخش دئے کہ تا قیامت بھی اسلامی احکام انسانی زندگی اور فطرت کے  
خلاف نہ ہوں۔ چاہے زمانہ کیسے ہی پلٹے کھائے سنئے مسلمانوں کے مذہب کی بنیاد  
قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر ہے فرقانِ حمید کلامِ خدا ہے اور احادیث و سنت اقوال و  
افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کے مجموعہ کو شرعِ نریف کہتے ہیں۔ یہ بات دوری  
ہے کہ آنحضرت صلعم اور خلفائے راشدین کے بعد مسلمانوں میں کئی فرقے ہو گئے اور ہر فرقہ  
کے لوگوں نے مختلف ذرائع اور طریقوں سے احادیث شریفہ کو جمع کیا جس طرح آپ کے پاس

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ وغیرہ فرقے قدیم سے موجود ہیں۔ جھجکویاں کسی فرقے کے معتقدات سے بحث کرنا مقصود نہیں ہاں اہل سنت والجماعت کے نام سے جو فرقہ مشہور ہے اور جس کی پیروی کی عزت میرے خاندان کو بھی حاصل ہے ادن کی نسبت آئنا عفرس کو یا ضروری سمجھتی ہوں کہ اس فرقے کے لوگ شرع شریف کے پورے فرائض ہیں۔ انکا دار و مدار۔ قرآن مجید احادیث شریف اور اجتماع امت و قیاس صحیح پر ہے۔ ایسے اشخاص جو صرف قرآن مجید کو ماننے کے سقرہوں اور احادیث رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو منکر بھی مسلمان نہیں ہو سکتے پس یہ مسئلہ جو میں اب بیان کرتی ہوں۔ قرآن مجید۔ احادیث شریف اور فقہ کی سند کتابوں کے ہیں۔ قرآن پاک کی سورہ تودیس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم" (ترجمہ جاسے نبی مسلمان مردوں سے کہہ دو کہ جب بھی نامحرم عورت کا راسنا ہو جائے۔) تو اپنی نظریں نیچی رکھا کریں۔ اور اسی طرح عورتوں کو بھی غیر مردوں کی طرف نگاہ نہ کرے۔) کیا اور فرمایا۔ "قل للمؤمنات لیلن من ابصارہن" (ترجمہ اور مسلمان عورتوں سے بھی کہہ دو کہ (اپنی نظریں نیچی رکھیں۔) خداوند کریم نے یہ احکام اسلئے صادر فرمائے کہ نظر بازی کا سیلاب ہو جائے جسکا نتیجہ ہوتا ہے شرناک اور وسیاہی کا باعث ہوتا ہے۔

اب دوسری جگہ اسی سورہ شریف میں فرماتا ہے۔ "وَلَا یُبْدِیْنَ اِلَّا مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَحُیُّوْنَ بِحُجْرَتِہِنَّ عَلَیٰ جُحُوبِہُنَّ" (ترجمہ۔ عورتیں اپنی آرائش کو ظاہر نہ کریں مگر جو اسلئے چاٹونا چار ظاہر ہو (چھپ نہ سکے) اور چاہیئے کہ اپنے دوپٹوں کو اپنے گریبانوں میں ڈالے۔) میں اب پھر اس سے آگے سیال کو سورہ احزاب کا بغور مطالعہ کرتا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَلَا اِنَّہُ الَّذِیْ قُلَّ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنَاتِکَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یَدْنِیْنَ عَلَیْہِہُنَّ

علہ اس فرائض کے لغوی معنی مراد ہیں نہ اصطلاحی کیونکہ اصطلاحی معنی خدائی ایک فرقہ ہے۔ فرقہ بالحدیث شیعہ غالیہ جس کے لوگ سنہ ۱۲۰۲ ہجری میں خدایان اعلیٰ کے نام سے موسوم رہے ہیں۔





کو دکھائے انہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت فرمائی۔ ان احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر گھوڑے کو پردہ کر کے رکھ کر کیا کیا فرمائی، ہر ان کے خلاف کسی روایت قوی یا ضعیف سولے پر رکھی کا جواز نہ رہتا۔ اب نہیں بلکہ جو چاہے پردہ کی خوبیاں ادا کر سکے نہ ادا کر سکے ہر گھوڑے کی خرابیاں نقصانات نہ کوہیں یہاں پردہ کی تاکید اکیصح حدیث سے ثابت ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکتھبوا لکھنوا لکھنوا یعنی عورت کے چہرے اسکے لئے موت ہیں اور ان سے پردہ ضرور چاہیے لیکن فی زمانہ مطلق اسکی پابندی نہیں کجائی اور اب انگریزی و ان مسلمان سر سے پردہ ہی کے دشمن ہوتے جاتے ہیں۔ اللہم ارحم۔

چھوٹی طبع صاحبہ۔ اب اسکی مسائل تقریر سے یہ تو ضرور ثابت ہو گیا کہ مذہب اسلام میں عورتوں کو پردہ ہر طرح کی سخت تاکید آئی ہے اور بیشک یہ اسلامی رسم ہے لیکن انہیں سے یہ نہیں معلوم ہوا کہ پردہ کیسا اور کس طرح ہونا چاہیے؟

میں۔ اب ان مسائل کو بھی سن لیجئے جو گذشتہ تیر سو برس میں صحابہ تابعین تبع تابعین مجتہدین۔ محدثین۔ و متفقین نے اہل مقدس احکام کو مطلق قائم کئے کیا اب میں ایسی اندھی بن جاؤں کہ اس مسئلہ کے انگریزی تعلیم یافتہوں کی انوکھی تجاویز کو جو دینی ملامت اور اسلامی قوانین کے اکثر بے خبر ہوتی ہیں۔ ایسے بزرگانِ دین پر ترجیح دے دوں کہ طفیل ہم لوگوں کی اتنی وقعت کو بھی باقی ہے۔ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہرگز نہیں ہے ہرگز ممکن نہیں ہے ممکن ہے ہونا نہیں ہے ایسا ہو جائے کہ دنیا مست مسئلہ (۱) عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنا چاہیے اجنبی مرد کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہیے بلکہ کھلی کر نہیں جوابال ٹوٹے ہیں وہ اور کمرے ہوئے داخل بھی کہیں ایسی جگہ ڈالنے کہ کسی غیر محرم مرد کی نگاہ نہ پڑے اسی طرح اپنے بدن کے کسی عضو کو بھی غیر محرم مرد کو کسی عضو کو نکالنا اور نہ (۲) جوان عورت کو غیر محرم مرد کے سامنے اپنا ہاتھ کھولنا اور ایسی جگہ کھڑا ہونا جہاں کوئی دوسرا مرد دیکھ سکے ہرگز جائز نہیں بلکہ بیکراؤ کے نیچے تک کسی محرم مرد کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں لیکن عورتیں اسکا خیال نہیں کرتیں یہ بڑی بے حیائی ہے۔

مسئلہ (۳) صبح و شام خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن دکھانا درست نہیں اسی طرح ناک جھانک کر مردوں

کو دیکھنا بھی جائز نہیں جو عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ مردوں سے دیکھیں چاہے ہم انکو دیکھ لیں تو کچھ ہرج نہیں وہ سرسری نظر کرتی ہیں مردانوں کی درازوں یا کونچوں پر سے جھانکنا وغیرہ سب زیادہ گناہ مسئلہ ۴، اپنے پر اور لمبے پالک لڑکے کے سامنے آنا بھی ایسا ہی ہے جیسے غیر مردوں کے سامنے آنا جس سے بھی ہتھی تراؤ کرنا چاہیئے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح جو عاموں میں جیسے دیورہ جیٹھ بہنوئی، مندوئی، پچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور غلام زاد بھائی وغیرہ شریف میں الجھاؤ پر وہ غیر میں ان سب بھی پردہ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۵، سچڑے، خوجے اور اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۶، لڑکی عورتیں جیسا کہ سن، تہنوں، کبوترن، دھوون، بھنگن، چھاری، وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کے سامنے بھی سواٹھنہ اور کلائی تک اٹھ اور ٹخنوں تک پیرا کسی اور ایک بال کا گھونسا بھی ناجائز ہے۔ یہ نہیں ہی احکام جو غیر مردوں پر وہ کر نیکی بارہ میں بیٹے مختصر گزارش کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی باریک ساری ہیں تنگے میان کی ضرورت نہیں کیا کوئی ہمارا ہم مذہب مسلمان ان مسائل سے منکر نہ ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں خواہ وہ اہل تشیع بھی ہو ایک شاعر صاحب نے انہی مسائل کو یوں نظم کیا ہے نظم۔

اجنبی ہیں جیٹھ دیورہ آپکے	یعنی سلطان شوہر آپکے	آپ کا بہنوئی جو پردہ غیر ہے	اوس پردہ ہوا میں غیر ہے
اسطرح مزلتے ہیں خیر الورا	موت ہیں یہ انے نہ چھیناؤ	غلا صبر پوچی اور ماسوں کے پر	اوپر چاکے بیٹے سب کے پر
بھائی نہ بولا ہو یا شاگرد	غیر ہے پردہ کرو آپ کو	غیر ہیں ان سب چھیناؤ	جس طرح ممکن ہو پردہ جائیو
الغرض جن سے جائز نہ ہو ان سے کلمہ			

## عقلمندی اور تقویٰ دلائل پر پردہ مردوں کے اثبات میں

اس پر آشوب زمانہ میں فتنہ فساد، بدعتی اور بد افغانی کی جیسی کثرت ہے وہ باخبر حضرات اور بہنوں پر مخفی نہیں اور نہ کوئی سنجیدہ خیال اس سے انکار کر سکتا ہے۔

خوف خدا مد نظر رکھنے والے اچھے خیالات کے لوگ جیسے مفاسد منت ہیں وہ بھی پوشیدہ نہیں ہتیرے ایسے بھی حضرات ہیں جنکے ہمارے گرامی - منشی - مسٹر - اور مولوی کے معزز اہلبالہ سے ملقب ہونے ہیں لیکن ان کے باطن نور ایمان و حق پرستی کی دولت بابرکت سے بالکل خالی ہیں۔ خود غرضی - نفس پرستی - بد وضعی اور بد طبیعتی سے لب لباب و روزانہی غلامانہ اندک نہ مضبوطوں میں مہلک۔ کہ فلاں عورت خوبصورت یا مالدار ہے کی طرح اس سے محبت و ارتباط پیدا ہو۔ اس کو راز خیالی اور خیانت آمیز گندی طبیعت کے جذبات اور خواہشات کی تکمیل میں ہزار ہا فریب۔ لاکھوں چیلے اور کرنا بنا کر اس عقل کی ماری کو دام تیر ویر میں بچاؤ کر عفت و عصمت کی لازوال دولت کی آب و جہر کو چشم زدن میں برباد کر دینے اور اس طرح اپنا نام نامی جہنم کی سچی و عاشقیت میں درج کرا لیتے ہیں جنکے شاہد ہر قوم اور ملک کے اخبارات ہیں جب زمانہ کی یہ حالت ہے تو اب آپ لوگ خیال فرما سکتے ہیں کہ پردہ کی علت اور حجاب کی غرض و غایت ستورات کیلئے خواہشات انسانی خواہشات اور بُری نیتوں سے بچے رہنے کے علاوہ اور کیا ہے؟۔ بے پرستی کے بیسے نتایج خوفناکی ہی قوم کی بے پردہ عورتوں کے عبرتناک اخلاقی حالات سے ظاہر ہیں۔ یہ عورتیں کیسی قابلِ نفرت معلوم ہوتی ہیں۔ موجودہ پردہ کے دلائل اور محاسن سینئے۔ پھر خود فرمائیے کہ پردہ نشین خواتین میں اور آپ لوگوں میں کیا فرق ہے۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ کل سوالات کے مکمل جواب دیجئے۔ میں ہمدن متوجہ ہوں۔ میں۔ پہلی وجہ تو یہ ہے کہ خداوند کریم نے آپ لوگوں کو فی زمانہ برسر حکومت صاحبِ تاج و تخت اور صاحبِ سیف و قلم بنایا ہے اسلئے عموماً بازاری شہدے اور بد معاش آپکے شانہ و رعب و داب سے خوف کہاتے ہیں۔ کوئی ناجائز حرکت تو درکنار آنکھ بہر کر کچھ نہ کی بھی کسی کو جرات نہیں پڑتی جس گلی کو چے میں جا میں گشت لگاتی پھر جس کچھ کھٹکا نہیں خداوند کریم نے رعب سلطنت کو ایسی ہی طاقت بخشی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ

لوگ لکھنا پڑھنا بخوبی جانتی ہیں ہر موقع کے مناسب اپنی داد و فریاد بہ سہولت کر سکتی ہیں اسی لئے پولیس اور دیگر حکام متعلقہ کو فوراً بلا چون و چرا تفتیش کرنی پڑتی ہے اور مجرم کو کچھ نہ کچھ سزا فرد ہو جاتی ہے جس سے دوسروں کے دلوں میں خوف بیٹھ جاتا اور خاصہ سبق عبرت ملتا ہے۔ اس کے مقابلے میں ہندوستانی عورتیں بچاؤی عموماً بے ہمتی ہیں اور انہیں آپ لوگوں کا سارے ودھارا اور عزت و اعتبار بھی قدرتہ حاصل نہیں میرا دعا فلاح اور مفتوح قوم کے قدرتی فرق سے ہے جس سے سرکاری عائد کی نظر دلوں میں اُن کی قدر و منزلت آپ لوگوں کی سی ہو۔ اخبارات کے ذریعہ اکثر ایسی انصوفیاں خبریں آپ کے ملاحظہ سے گذرتی رہتی ہو گی کہ باہر پھیلنے والی فلاں ویسی عورت فلاں مقام پر یہ معاشوں اور بچوں کے ہاتھوں ستائی گئی اس کی بے آبرو ٹھہری اور بیچاری کوئی استقام نہ لے سکی۔ اگر کسی خدا ترس بندے نے وقوع کے عین موقع پر حکام کو رپورٹ بھی دی تو پولیس کس بعض نابکار اہلکار اسے تسلی بخشی دینے کے بجائے اور اٹھے اُسی کے گھلے کا ہار ہو کر دوران تفتیش میں یا تو طرح طرح سے ڈانٹ بتاتے ہیں یا اپنی ہٹی گرانے اور نفسانی خواہش پوری کرنے کی فکریں کرتے ہیں۔ اُن کو یہ خوب معلوم ہے کہ ہندوستانی مستورات میں یہ ہمت و جرأت کہاں کہ اپنی داد و فریاد حاکم علی تک نہ پہنچائیں اور ان کی فریادوں کا مشرور ماسی ہی جھوٹی سچی رپورٹوں پر منحصر ہے۔ انہیں شک نہیں کہ جب گورنمنٹ کے معتمد حکام اعلیٰ کو ایسی واردات کا پورا پورا پتہ چل جاتا ہے تو پھر وہ ایسے نفس پرست بددیانت اہل کار کا پیچ پی کا دو وہ یاد رہی کر دیتے ہیں۔ لیکن ایسا ثابت کم ہوتا ہے معاذ اللہ من ذلک ایسی پر نظر اور اندیشناک حالت میں عورتوں کو گھروں سے باہر نکالنا اور پردے کی محترم رسم کو اوٹھا دینا کیا کوئی مسلمان گوارا کرے گا؟۔ اور کیا میری شریف النفس نہیں بھی اسے پسند کر سکی ہے۔ ہرگز نہیں۔ بے پردگی کے بڑے تباہیچ پر ہر شخص کو خیال کرنا چاہیے کون نہیں جانتا کہ دنیاوی امور میں خداوند کریم نے ہم لوگوں پر اپنے شوہر کی فرمانبرداری

اطاعت اور خوشنودی کو فرض کر دیا ہے بلکہ ایک طرح سے مارتجات اسی پر ہے۔ لیکن یہ مطلب نہیں کہ شوم یا ساری دنیا کے لوگ ایک زبان ہو جائیں اور شریعت حق کے ایک اہم ارشاد کو نہ کر کسی حیلہ سے ہماری عفت و عصمت کی بربادی پر تل جائیں تو اس وقت بھی آپس میں ان کی پیروی ہی کرنی چاہیے ہرگز نہیں۔ بقول شخصے۔ ۵

جتنے ہیں مانتی کی تقصیروں کے کام۔ اُن میں ہے مخلوق کی طاعت حرام وہ میاں ہو پیر ہو استاد ہو کوئی ہو ہرگز نہ مانو بیو یو !۔

اگر کسی بد بخت مسلمان کی غیرت و حمیت اور عقل و شرافت اس امر کو جائز رکھے کہ اس کی بہو بیٹیاں بے پردہ ہو کر آزادی سے کوچ و باز آئی پر کرتی پھریں توگہ اُن سے اور وہ لوگوں سے نظربازیاں اور ہنسی مذاق کریں۔ گالیاں کھائیں تو ایسے بے شرم اور احکام خدا اور نبی مقبول صلہ سے گریز کرنے والے قوم کے دشمن ہیں اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت کرے۔ اور شریف ہوسیشوں کو ان کے تھکنڈوں سے محفوظ رکھے آمین۔ شم آمین ہے۔

نیکی و پارسائی عورات کا ہے حصہ + عصمت اس کی قیمت عصمت، ان کا گناہ

اسی طرح عرب اور دیگر ممالک اسلام میں مسلمانوں کی سلطنت ہے۔ احکام شرع جاری ہیں مجال کیا کہ کوئی آنکھ اٹھا کر کسی کو دیکھ سکے۔ اسلئے وہاں کا موجودہ پردہ بھی وہاں کی مستورات کے عفت کی محافظت کے لئے کافی ہے علاوہ ازیں اُن لوگوں کا طرز تمدن۔

طریقہ بد و بانش ملک کی آبد ہو اسب ہندوستان سے جدا ہے۔ وہاں کے لوگ عموماً پابند مہوم و صلاحیت ہیں۔ برے فعلوں سے دلی نفرت رکھتے اور کوسوں بھل گئے ہیں نشہ کہ جو کل افعال بد کی جڑ ہے حرام مطلق سمجھتے ہیں نہ نکاح کر نہیں تھکتے اور نہ طلاق دینے میں قیل و قال۔ پس مگر کی اور عرب کی مثال دینے والوں کو پہلے یہاں احکام شرع جاری کرنا چاہئیں ادیانہ شرعہ کہ اسلام حد و قائلہ کرنی چاہئیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ مخالفین پردہ پکڑ دیتے ہیں۔ اس لئے شخصے ہی کے دھنی ہیں خود کر کے نہیں دکھائے۔ اس صاف ثابت ہو

کرتی المقدرہ ایسے لوگوں سے کوئی دقیقہ نہ توایم کرنے میں اذعان نہ کیا۔ چنانچہ ان کی  
پاک طینت میں بہنوں نے ادب نہیں لعنت کا طوق پہنایا۔ جس سے ان کی ساری حیا و عفت  
فلک میں لگ گئیں۔ بعض خود غرض حضرات نے پروردگار کی مخالفت میں بہت سی کتابیں لکھیں  
اور ان میں صریح مخالفہ وہی سے کام لیا ہے جیسے حقوق نسواں کے فاضل مصنف نے آیات  
قرآنی کی اُلٹی سیدھی تاملیں کر کے منشاء خدا و رسول سے بیخبر نوجوانوں کیلئے طعنیوں  
کھیلنے کا خاصہ موقعہ دیا ہے ایسی ہی اور بھی کئی کتابیں حال میں لکھی گئی ہیں اور اخباروں میں  
اُسے دن فتنہ انگیز مضامین نکلتے رہتے ہیں۔ لیکن اب لوگوں کو یہ سن کر خوب ہوگا کہ خود  
اُن لوگوں کے ہاں بھی پروردگار اس وقت تک ظالم ہے۔ سبحان اللہ کیا مخالفت اور سبکدوشی  
لمت ہے۔ اسی طرح یہ کہنا بھی سراسر غلط ہے کہ پروردگار نشین بیبیوں کو تارہ و زار نہیں مانتی ایسے  
اُن کی صحت میں اضمحلال پیدا ہوتا ہے۔ خداوند کریم کے فضل سے پروردگار نشین بیبیاں باہر  
کی چہرہ نوالیوں سے زیادہ مندرست ہوتی ہیں اور اب بھی تلوتلو برس تک کی عمریں  
پاتی ہیں۔ اس کے علاوہ میرے ناچیز خیال میں اُن لوگوں کا یہ کہنا اور اسکے ایمان کی تردید  
نہایت گراہ ہے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ موت حیات سب خدا تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔  
بغیر اس کے حکم کے پتہ نہیں مل سکتا۔

موت کا وقت مقرر ہے آج احوال پوچھلا موت و قبر میں تجھ کا دور

اب یہ کہنا کہ پروردگار پریشان مثل قیام کے دائم الجس ہیں محض علفستہ و بکندہ تو گوشہ  
عافیت میں رہتی ہیں نہ کہ قیام میں۔ خداوندی تغیرات اور مددوں سے نہ تو نہ کدے  
جیالات و کرمات مستطی رہتی ہیں۔ اپنے عزیز و اقارب اور ہم پروردگار سے ہوں اسکے  
ہاں شادی غمی کی تقریبوں میں بے شکست شریعت ہوتی ہیں۔ اور دراصل یہ شریعت اور  
چہ از کے ذریعہ شریعت پروردگار کے موافق کرتی ہیں جہاں تک کہ حج و یتا اور شریعت اور  
یہ اس کتاب کا نہایت ماحول اور متین مسکرتہ جو ہر دہرہ وکیل سے شریعت جو ہے اور ان کی

مدینہ منورہ سے ہزاروں گز دور سرشار ہوتی ہیں کیونکہ وہ خوفِ سچو کی کوچوں کی خاک  
 پھانکنے میں ہے ریل اور جہاز پر جانا رہتا ہے اب آپ ہی فرمائیے کہیں قیدیوں کو کبھی ایسی  
 آزادی میسر ہوتی ہے۔ قیدی اپنے جرائم کی وجہ سے قابلِ نفرت ہیں اور پردہ نشین سپیناں  
 اپنے تقدس و پاکدامنی کے باعث واجبِ عزت اور اپنی عصمت کی آپ محافظ ہیں اور امور  
 خانہ داری میں بحیثیت ایک آزاد فرمان روا کے ہیں اور جو حکمرانی چار دیواری میں حاصل  
 ہے قیدی کو بقیدِ حراست تمام جہان چھائی سوجھائی ہیں سچ تو یوں ہے کہ ہندوستان کی  
 موجودہ مکروہ و بائتر اخلاقی حالت نے ہم لوگوں کو ایسی سختی سے پردہ کرنے پر مجبور کیا ہے  
 اسلئے میرا ولی خیال ہے کہ پردہ جب قدرِ سختی اور پابندی سے برآجا گیا۔ اسی قدر ہماری درجہ  
 بے بس اور غلغلہ قوم بیرونی ضدوں اور خرفتنوں سے امن میں رہیگی۔ ان تعلیم اور  
 علی الخصوص مذہبی تعلیم جس کی ہماری قومی بہنوں میں بڑی کمی ہے۔ زورِ اعلیٰ درجہ کی ہونی  
 چاہیئے۔ ان وجوہات کے علاوہ اور بھی بہتیری باتیں ہیں جو کجا تذکرہ آپ لوگوں کی سچ خیر  
 کا باعث ہو گا۔ مختصر یہ کہ پردہ کی محترم رسم ہماری بہنوں کی عفت و عصمت کی محافظ  
 نگاہ سے بچانے والی اور صدائے بیرونی ضدوں اور نفسانی جذبات کے خمیازہ کا موانع  
 و مسکوں رکھنے والی۔ اور عیوب پوشی کے لئے سایہِ عاطفت اور پہلا رکن ہے۔ اور اسلام  
 کے افضل ترین قانون نے جو حقوقِ عورت کی جنسِ ضعیف و لطیف کو بخشے ہیں ان میں  
 یہ ایک جیسا دکھار ہے۔ اسلئے اسکے مخالفوں کی بے سود باتیں میرے ناچیز خیال  
 میں پاگلوں کی بڑے زیادہ وقت نہیں کھتیں میں تو ایسی کہو اس کو نہایت تحمل اور صبر  
 سے پردہ کر خداوندِ کریم کے حوالے کرتی ہوں خداوندِ تعالیٰ میری بہنوں کو توفیق دے کہ وہ  
 اس جوہر سے بہا اور گوشت و زہار کی دل سے قدر کریں اور جہانگیرِ مکن ہو اس بے ایمان اور  
 گمراہ زمانہ میں اس پاک رسم کو اور سختی سے برتیں کیونکہ نانا مذاہبِ تنگ و ناموس اور عفت و عصمت  
 کی کامل حفاظت مہندہ چاکر اور برقعہ یا نقاب۔ ڈال کر بھی گھر سے باہر قدم نکالنے میں ایسی

اجنبی سے بولنے میں ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جب میں یہ کہہ رہی تھی میرا دل میرے قابو میں نہ تھا  
میم صاحبہ انہایت خموشی سے سُن رہی تھیں۔ اور جب میں چپ ہوئی تو بڑی میم صاحبہ  
مجھ سے مخاطب ہو کر بولیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آپ کی اس جویشلی اور دہل نظر کو سنکر میں بہت محظوظ ہوئی جبکہ کہا  
بہت مناسب ہیں اس کے متعلق صرف ایک سوال اور کرنا پڑتا ہی ہوں۔  
میں۔ بسم اللہ آپ بخوشی پوچھ سکتی ہیں۔

## ماہِ محرم کی بدعات

بڑی میم صاحبہ۔ جب مذہبی احکام ایسے سخت ہیں اور ضرورت زمانہ بھی اسی کی مقتضی  
ہے تو اکثر سیلوں وغیرہ اور محرم میں کیوں ہزاروں پرویشین بیبیاں تماشہ دیکھنے کو جاتی  
ہیں غیر محرموں پر نظریں پڑنا تو معمولی بات ہے۔ لکھنؤ۔ گورکھپور وغیرہ میں دھکے کھاتے  
دیکھا ہے۔

میں۔ آپ کا فرمانا درست ہے اس کی مجھ کو بھی خبر ہے لیکن جیسا میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ  
کسی انسان کی ذاتی حرکات سے اس کے مذہب کی تعلیم۔ تہذیب۔ حقیت اور حقانیت وغیرہ  
کے پتہ لگانے کا معیار فی زمانہ غلط ہے۔ اسلئے کہ بہت کم لوگ مذہبی اصولوں پر چلتے اور عمل کرتے  
ہیں۔ کروڑوں بندگان خدا صرف نام لیا کرتے ہیں مذہب اور مذہب ہی تعلیم اور تمدن سے کسی طور پر  
کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔

تو دوسرے محلہ میں کئی جگہوں پر تعزیرہ دار ہی ہوتی ہے۔ اکثر پرویشین بیبیاں روشنی  
دیکھنے کے بہانے ساری ساری رات نہک بچھانتی ہیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ دنیا میں نہ  
ہوتی ہوں۔ ایسی عورتیں عموماً بدمع اور بدچلن ہوتی ہیں اور کل شریف بیبیاں ان کو  
حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں پارہ ال محرم میں۔ میں اپنے میکے ہی میں تھی۔ مجھ سے ملنے کیلئے





لیکن وہ باتیں نوافل کتابوں کی اہم تعلیمیں ہیں پڑھنا تو ہے اور ان کو پڑھنا بھی بہت ہی اہم ہے۔  
ان کا صاف صاف کہہ دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے اس میں کج کی کیا بات تھی؟

خالد: بڑی خداوند کیم تھا۔ سے علم دین میں آئے تھے اور خیال رکھ کر کوسج کر رہے۔ دیکھا  
سچ ایک طرح سے بجا بھی نہیں ہے۔ بزرگان دین اور علمی شخصوں میں ایسا ہی ہے۔ ان کی زبان پر  
سبک انداز نہیں نکالنے چاہئیں۔ یہ دس روز مسلمانوں کے واسطے تم کرنے اور کسب و کسب  
ہیں۔ سوئے اہل تشیع کے بڑے بڑے سنی گھروں کی بیبیاں بھی جب تک بھول نہیں اٹھتے  
جوڑیاں نہیں پہنتیں۔ سستی۔ سستی۔ پان۔ تبا کو وغیرہ سے کوئی واسطہ نہیں رکھتیں غرض  
ہر طرح سے اپنے نفس کو مارتی ہیں۔ اور جب قدرت خیر خیرات کرتی اور سبیلہ وغیرہ  
لگاتی ہیں یہاں تک کہ دسویں تاریخ چوتھ تک نہیں روشن کرتیں جیسا میں اوسے  
سمجھتی ہوں اوسی طرح تمہیں بھی بھانتی ہوں اسلئے چلی آئی کہ سمجھاؤں دو دنوں میں میل  
کرادوں۔

میں۔ میں بھی آپ کو شل اپنی حالت اداؤں کے سمجھتی ہوں۔ آپ کی اس عزایت کی دلیل  
سے مشکور ہوں لیکن تینے یہ مذہبی معاملہ ہے اس میں لحاظ اور مشورہ ضروری ہے حکم خدا اور  
رسول مقبول المعہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ فی سادہ لوگوں نے خدا اور رسول کے  
احکام کو پس پشت ڈال کر اپنے دلوں سے رینڈروں نئی نئی باتیں ایجاد کر لی ہیں جنکو  
ہمارے پاک مذہب سے کوئی واسطہ نہیں۔ جب ایسے لوگوں کو کوئی بندہ خدا منع کرنا ہی  
تو اسے نفل و نام و دھرم سے جانتے ہیں۔ کوئی۔ الہی کوئی نیچری سمجھتا۔ کوئی گستاخ اور کالی  
بے ادب کہتا ہے۔ سنے خالد اکاں! قسم ہے اس خدا نے لایزال کی جس کے قبضہ قدرت میں  
میری اور تمام دنیا کی جان ہے۔ اہل بیت علیہم السلام اور دیگر بزرگان دین کے ناموں پر  
مال کو کیا مال ہے جان تک قربان ہے سخت بے نصیب ہیں وہ لوگ جو صحابہ کرام اور دیگر  
پیشوایان اسلام۔ یا جگر گوشہ خیر الانام شیخ الحد نبی علیہ السلام کی شان میں گستاخی

اور نہ انہی کو کہتے ہیں۔ پان کھانا۔ مٹی سریر لگانا۔ چوڑیاں پہننا یا کسی قسم کا بناؤ سنگار  
 اور وحشہ۔ اگر ہماری دیندہ نہیں ان دوسرے دونوں میں خلافت ادب سمجھتی ہیں تو مجھ کو اس  
 سے کیا کہتا مقب نہیں ہے۔ ہر کس بخیال خویش جیلے دارد کا مصداق سمجھتی ہوں لیکن  
 اسکے ساتھ ہی دعوے سے یہ کہہ سکتی ہوں کہ میری قومی ماں بہنوں نے جہالت اور علم دین پر  
 ناواقفیت کے باعث اس ظاہری غم پر ثواب اور نجات کا دار و مدار رکھا ہے اور جہتی دہکا  
 کی خبر نہیں ہے۔ میں دوسری بات کا کثیر حصہ برباد کرتی ہیں اور اپنے زعم میں سمجھتی ہیں  
 کہ دین پر غم نہ کرنا۔ کہہ رہی ہیں خیال میں نہیں آتا کہ دین کی خدمت کا اطلاق اس باریک  
 خیال پر کیونکر ہو سکتا ہے ہمارے مقابل میں احکام شرع شریف کو جسے دین اور دنیا  
 دونوں کی خدمت میں سمجھا جاتا ہے۔ پس پشت ڈال رکھا ہے یعنی تلاوت ترجمہ  
 قرآن مجید۔ فاتحہ دینا۔ فقراء اور مساکین کو کھانا کھانا۔ مجبور۔ معذور اور فاقہ کش  
 مسلمانوں کی واپسی غلام و بہبود کے۔ سائل نکال کر ایما اطہار اور اہلبیت کبار کی  
 یادگاریں قائم کرنا وغیرہ۔ معتبر احادیث سے شہادت حسین علیہ السلام کو اٹھاتا  
 کوڑھنا یا مستحضر چہرہ رکھا ہے جس سے دلوں پر سچا اثر پڑے اور خود بخود دل رواں ہو جائے۔  
 افسوس صد افسوس۔

اولیٰ سمجھ کر کسی کو بھی ایسی خدانہ دے۔ دے آدمی کو موت گمراہی دے  
 خالد جان اچھے غور ہے کہ ایسے سید ہے اور سچے مول کو لوگوں نے کس حیدری سے  
 ترک کیا۔ ہے اور اہل کے مقال میں نیکیوں پہنچا رہے ہیں۔ جیسے نفیس نفیس محلے  
 حلوے۔ تربت وغیرہ سے اپنی کتبہ ہر کی اور ایر سے غیروں کی منکم پڑی کرنا۔ رنگ رنگ کے  
 کلاوے۔ پتلی کفنسی زری کے ٹوٹے اور ٹوٹے بنسٹے لباس زیب تن کرنا۔ تعزیراری  
 کرنا۔ بین کرنا تعزیوں کے سامنے سجدے کرنا۔ تعزیوں میں مرادوں کی عرضیاں باندھنا  
 ہمارے اڑوں کے گرد پھرنے۔ تم کرنا وغیرہ جن سے یہ شرک عاید ہوتا ہے اور جہتی ترجمہ

اپنی افعال سے میرج بہت پرستی عاید ہوتی ہے افسوس صد افسوس ! ایسے افعال شنیعہ  
اوس قوم کے لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں جس کے مقدس مذہب کی تعلیم نے پیار و لگاؤ  
عالم کو توحید خداوندی کی روشنی سے منور کر دیا۔ ہماری اپنی حرکات کو دیکھ کر غیر اقوام کے  
لوگ ہم پر ہنستے ہیں بھلا میں انہیں کس طرح منظور کرتی۔ سعدیے ہند مولانا حالی نے  
ہماری افسوسناک اور عبرت انگیز قومی حالت کا کیا اچھا خاکہ کھینچا ہے۔

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں۔  
پرستش کریں شوق سے جسکی چاہیں۔

نہ توحید میں کچھ حلال اس سے آئے  
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے۔

وہ دین جس سے توحید پھیل جائے	ہو اجلوہ گرتی زمین وزماں میں۔
رہ شرک باقی نہ وہم و گمان میں	وہ بدلا گیا آکے ہندوستان میں

ہمیشہ سے تھا جس پہ اسلام نازان۔  
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلمان۔

خالہ۔ بیٹی ہوش کی دوا کر۔ ہمارے حنفی مذہب کے لوگ ایسے اشخاص جو تفریہ داری کرنے کو۔ امامباؤں یا پیر شہید کے مزاروں پر مرت ماننے کو منع کرتے ہیں ان کو دہائی اور گستاخ سمجھتے ہیں سیکڑوں برسوں سے یہ مذہبی رسمیں رائج ہیں کسی نے بھی ان کو بڑا نہ بتایا۔ ہاں ننھے انوکھا پڑھا لکھا ہے اسلئے بڑا بڑا کہہ باتیں بناتی ہو۔

حسین۔ خالہ جان خدا سے ڈریئے ایکوں اتنے بڑے جلیل القدر مجتہد اور فخر اسلام امام علیہ السلام پر اتہام باندھتی ہیں جنکی عظمت و بزرگی اور پیروی کا کروڑوں بندگان خدا دم بھرتے ہیں اور جب کا حکم نام یہ ہے کہ اگر کسی جاگیر میرے رکھتا ہے۔ حکم خدا اور سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف باد تو اسے اوٹا کر کوڑے پر پھینک دو۔ اللہ اللہ کیا میرے ظلم ہے ہاں ایسی ہی مناظرہ دھیوں نے جاہل اور کابل خفیوں کو ڈوگٹا کر کہا ہے۔ خالہ جان مجال کیا کہ کوئی عالم ایک بھی ایسا مسئلہ فقہ کی کسی مستند کتاب سے خالہ سے تفریہ داری۔ نام۔ چین قبر پرستی وغیرہ وغیرہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے۔ ۵

ایں خیال است و محال است و جنوں

ہاں بہت۔ سے باہل اور خود غرض سستی بھی ایسے ہیں جو آنکھوں میں پیاز کا عرق لگا کر مجلسوں میں چیخ پکار مچا کر رنوں اور شکم پڑی کا ذریعہ پیدا کرتے ہیں کیا آپ کو ایسے ہی کعبت دیں فروشوں کی سنی سنائی باتوں کا یقین ہے استغفر اللہ۔

بیمبوں آیات قرآنی اور سیکڑوں مستند احادیث نبوی میں سے صرف ایک دو آپ کی تشفی کے لئے پیش کرتی ہوں۔ سنئے۔

پہلی آیت شریف۔ اَلَمْ نَكُ مَوْلاَ ثَقِيْبًا قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا حَسْبَتْ جَهَنَّمُ {ترجمہ تحقیق غم

اور وہ چیزیں جنہیں تم پوجتے ہو سوائے خدا کے ہم میں جہنم تک دیجا دیں گی۔ {  
دوسری آیت شریف۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنَ الْبَشْتَرِيْ لَهُوَ الْخَدِيْثُ يَصْنَعُ اللّٰهُ سُبُوْلًا لِّلْاٰدَمِ  
يُغَيِّرُ عِلْمًا وَيَتَّخِذُهَا هَبًّا دُخَانًا۔ {ترجمہ۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں کہ خدایتے ہیں کہ میں کمال کی باتوں کو  
تا کہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے ساتھ بے علمی اور نا سمجھی کے اور کھرتے ہیں اللہ سے ٹھٹھا۔

پہلی آیت شریف میں صاف صاف بُت پرستی کی ممانعت ہے۔ ہندوؤں کو مسلمان اچھے  
بُت پرست کہتے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی مورتوں کی پوجا کرتے ہیں پھر یہ تو وہی  
مثل ہوئی کہ دوسروں کو نصیحت اور آپ کو نصیحت۔

اب دوسری آیت شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تعزیر داری جو عالموں اور کل محل اور سنجیدہ  
خیال حضرات کے نزدیک خاص اور پکی بُت پرستی ہے اور جاہلوں اور خود غرض کو تو اندیشہ  
کے نزدیک لہلہاؤ کا ایک مشغلہ ہے جس میں غریب کنعزنیوں۔ ترہنوں۔ مالتوں۔ گوانوں  
اور وغیرہ سے زبردستی پیسے وصول کر کے اس قدر دھوم دھام کی جاتی ہے بالکل مہل اور  
لغو حرکتیں ہیں۔

اب احادیث سنئے۔ مَن اَحَدَتْ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا كَمَا اَلَيْسَ مِنْهُ فَصُوْرًا (بخاری مسلم)  
{ترجمہ جس نے دین میں اپنی طرف سے ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے پس اسکی بات  
مردود ہے}۔ مطلب یہ کہ جو شخص دین میں بلا سند قرآن مجید و حدیث صحیح باتیں نکال  
نکال کر دین کو اپنے خیال میں کال کرتا ہو جس سے بدعت اور شرک کی اشاعت ہو اسکی  
باتیں مردود ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا صاف صاف حکم موجود ہے کہ ہم نے تمہارا دین کل  
کر دیا۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلَمْ كُنْتُ لَكُمْ وٰسِيْكُمْ۔

انفسوس! کچھ معلوم نہیں جس وقت بہ رسم ہندوستان میں رائج ہوئی اس وقت چنگیز خاں جیسے  
لوٹیرے ارشاد کے بیٹے ہندوستان کے تحت شاہی پر جلدہ افزو زتھے جو بڑے نام تو

مسلمان تھے لیکن حقیقت اُن میں اسلام کی کچھ بوجھ نہ تھی۔ بلکہ وہ دشمن اسلام کے لقب سے ملقب تھے انہی کے خاندان سے تعزیر داری کی بدعت نکلی۔ بس کی بدعت کئی ہیں علمائے آج تک کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا۔ آپ نے کبھی بھی کسی کو زبانی یہ سنا کہ مکہ مکرمہ۔ مدینہ منورہ جیسے مقدس مقامات میں جہاں سے اسلام نکلا ہے اور جہاں دنیا پر قائم رہے گا یا خاص ایران میں جہاں اہل تشیع کی سلطنت ہے۔ ہندوستان کی ہی تعزیر داری ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں اسی طرح کر بلائے معلیٰ اور خاموش سلطنت میں جہاں خلیفۃ المسلمین امیر المومنین سلطان المعظم رہتے ہیں یا کسی دیگر بادشاہ یا سلطان میں جہاں اہل سنت والجماعت کی سلطنت ہے تعزیر داری وغیرہ ہوتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ یہ منکر خالہ صاحبہ خوش ہو رہی ہیں اور دوسری طرف مخاطب ہوئیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ آخر ان کی اصلاح کیونکر ممکن ہے؟

میں۔ اُن کی اصلاح جب ہی ممکن ہے کہ جہالت کی بدعت کئی کی جائے اور کل بیبیوں کو اطلاع مذہبی تعلیم سے ملا مال کیا جاوے۔

## تعلیم نسوان کی بحث

چھوٹی میم صاحبہ۔ اب میں تعلیم نسوان کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتی ہوں۔

میں۔ بہت خوب جو کچھ جانتی ہوں عرض کر دوں گی۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ کیا آپ کے مذہب میں عورتوں کے لئے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا منع ہے۔

میں۔ اعلیٰ مذہبی تعلیم۔ امور خانہ داری۔ دستکاری اور دیگر ضروری تعلیم دینے کی بقید پردہ شرعی سخت تاکید آئی ہے نہ کہ ممانعت۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ تب کیوں نہیں مسلمان عورتیں اعلیٰ تعلیم حاصل کرتیں؟

بڑی میم صاحبہ۔ اعلیٰ تعلیم مسلمانان ہند شاید اس خیال سے نہیں دیتے کہ عورتوں کے

خیالات میں آزادی اور خود رلی آجادی گی۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ مسلمانوں کی عورتیں معمولی طور پر چھٹی لکھی بہت کم ہوتی ہیں۔ بڑی میم صاحبہ۔ شاید پرہیزگار ہونے کی وجہ سے عورتوں کا پرہیز لکھنا عجیب میں داخل ہو۔ میں۔ یہ بالکل غلط ہے۔ خدا کے فضل سے بڑی لکھی بیبیوں کی تو اورتہ روزنہ ہوتی ہو چھوٹی میم صاحبہ۔ آپ کے جس طرح پردہ کا حال غلامانہ بیان کیا ہے اسی طرح تعلیم انسان کے مفید اور سفر ہونے پر بھی مختصر اپنی رائے ظاہر کیجئے۔

میں۔ تعلیم انسان کے مسئلہ پر تو لوگوں نے اچھے اچھے رائے لکھے ہیں اور اکثر اخباروں میں بھی اسکے متعلق مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں اور بقول آپ لوگوں کے گورنمنٹ بھی اس کی امداد کیلئے تیار ہے۔

بڑی میم صاحبہ۔ یہ سب درست ہے لیکن آپ کے اظہار کے سے ہم لوگوں کو پردہ شین تعلیم یا نہ تعلیم کے خیالات کا اندازہ ہو سکے گا۔

میں۔ ممکن ہے کہ میری ناچیز رائے دوسری بہنوں کی رائے سے مختلف ہو۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ خیر آپ کے خیالات کا تو اندازہ ہو جاوے گا۔

میں۔ یہ سب آپ کی عنایت اور فرہ نوازی ہے۔ سنی۔ خداوندیکہ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ اسے افضل و برتر روح عطا فرمائی اعلیٰ عقل و ادراک بخشی تاکہ انسان اس کی فائزات والا صفات کو پہچانے اور اس کی غیر محدود قدرت و وحدت پر غور و فکر کر کے فائدہ اٹھاوے اس کی نگہ کو کہا نعمتوں سے مستفید ہو کر اس خالق حقیقی کا صدق دل سے شکر بخلاوے۔ اور سر تسلیم خم رکھے۔ یہ بات اظہار من الشمس ہے کہ اعلیٰ تعلیم انسان کی دونوں جنس رجال و نساء و عورت کے لئے یکساں مفید اور ضروری ہے اعلیٰ تعلیم سے عقل و شعور پر جلا ہوتی ہے۔ قلب کا سنگ رفتہ رفتہ بخوش اسلوبی درجہ ہوتا ہے۔ ہر مرد و عورت کا تعلیم ہونا اور عورتوں کا باہر رہنا اس امر سے انسانی ہوگی۔ گو کہ کافہ



خیال کہ ہمارا پاک سچا اور نوحید خداوندی کا سبق دینے والا مذہب اسلام تعلیم انسان کا  
 ماننے ہے بالکل ناط اور فاسد ہے۔ اس کے لئے اس کی حمایت کرتا ہے جیسا کہ ان  
 احادیث سے صاف ثابت ہے۔ طلب العلم و تحقیق علی کل مسلم و مسلمۃ یعنی طلب علم ہر مسلمان  
 مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اور اطلبوا العلم ولو کان بالقیصین۔ یعنی علم سیکھو  
 اگر چہ چھین میں ہو۔ یہ حکم بھی بالافرق مرد و عورت دونوں کے لئے ہے۔ علاوہ ازیں خود  
 ہمارے پیغمبر (صلعم) کے زمانے میں عورتیں پڑھی لکھی ہوتی تھیں۔ ہمارے مخالفین اگر  
 حضور انور (صلعم) کی ازواج مطہرات اور اہل بیت کی تواریخ ادھاک پڑھیں تو ان کو معلوم  
 ہوگا اُس مبارک زمانہ میں کسی کسی محترم خاتین اسلام زکریا علیہ السلام آراستہ تھیں مثلاً: حضرت  
 عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا۔ حضرت سیدۃ النساء۔ حضرت بی بی فاطمہ  
 حضرت زینب بنت جحش کیسی زامند۔ فصیح و بلیغہ اور پاکیزہ خیال بیبیاں تھیں حضرت  
 حفصہ بنت عمرؓ بھی بہت اچھی طرح جانتی تھیں علاوہ ازواج مطہرات اور اہل بیت کے  
 سیکڑوں صحابیہ مثل حضرت ام الفضلؓ۔ اور حضرت زینب بنت علی بن ابی طالبؓ وغیرہ  
 کیسی زامند اور عالمہ تھیں۔ ان مذہبی احکام اور تاریخی مشافہوں سے آپ لوگوں پر بخوبی یہ  
 ثابت ہو گیا ہو گا کہ ہمارے مقدس مذہب میں تعلیم انسان کی ہرگز مانعت نہیں ہے  
 نہ خاندانوں کی بیبیاں تعلیم یافتہ نہیں ہیں ان کے مرد اس کے جواب دہ ہیں۔ اب  
 سوال یہ ہے کہ جب مذہبی روک نہیں ہے تو پھر مسلمانان ہند نے اب تک اس طرف سے  
 کیوں غفلت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب ہندوستان میں قدم رکھا  
 تو عرصہ تک ملک گیری کی فکر دامن گیر رہی علاوہ اور قوموں کے خود اپنے ہی قوم کے لوگوں  
 میں باہم جنگ و صلہ رہتی تھی جس وجہ سے مدت تک بے امنی رہی۔ اس کے بعد جب  
 فدا بے نکو ہوئی تو عیش و عشرت میں پڑ کر خود مردوں ہی نے علم اور ترقی کا دروازہ اپنی  
 لئے بند کر لیا تو بیچاری عورتوں کا کیا ذکر ہے۔ اس پر بھی سیکڑوں پردہ نشین بیبیاں شاعر

فقیر اور بیکسہ بڑے بڑے خاندانوں میں گذری ہیں۔ ہاں جب غلام حکومت بھی رہا ہے  
 سے جاتی رہی اور قدر ہو گیا تو مسلمانوں کے بہت سے خاندان تباہ ہو گئے اور حالت نازک  
 ہو گئی بس اس وقت سے شرفکامان تعلیم نسوان صرف ماز روزہ کے طریقہ تلاوت قرآن مجید  
 اور اسوہ خانہ داری کی تربیت وغیرہ تک محدود رہ گئی۔ اب جب گورنمنٹ انجلیٹ کے زیر سایہ  
 اس طرح سے امن و امان حاصل ہوا ہے۔ تو لوگوں کے خیالات اس مسئلہ کی طرف بھی مبذول  
 ہوئے ہیں اور نئی نئی رنگ آمیز یوں سے یہ مسئلہ حل ہو رہا ہے۔ لہذا اب تعلیم نسوان کو  
 اس طرح محدود رکھنا بڑی غلطی ہے۔ لڑکیوں کی بچپن کی عمر بالکل فضول کھیل کو میں ضائع جاتی  
 ہے۔ اگر اس وقت ان کی تعلیم و تربیت کا خیال نہ کیا جاوے تو طبیعت میں خواہ خواہ ہرائی  
 آجاتی ہے۔ جس کا جوانی میں دور کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ناخوادرہ عورتوں کے بچوں کی  
 تعلیم میں بہت بڑا سچ اور نقصان واقع ہوتا ہے۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ بچپن کا بہت سادہ  
 کنارہ اور ہی میں صرف ہوتا ہے اگر مائیں تعلیم یافتہ ہوں تو وہ شروع ہی سے بچوں کو بری  
 باتوں۔ بری عادتوں وغیرہ سے روکتی ہیں اور اچھی باتیں اچھے فضائل دینی اور دنیاوی  
 فرائض اور تہذیب اخلاق سکھاتی ہیں جن سے بچوں کی عقل سلیم بڑھتی ہے جاہل اور  
 ناخوادرہ مائیں ایسی باتوں کا کچھ خیال نہیں کرتیں بچے جو چاہیں کریں اور ان کو ان کی  
 طبیعت پر چھوڑ دیتی ہیں اور اسے لڑ پھاڑ سمجھتی ہیں حالانکہ وہ زمانہ نہایت قیمتی ہوتا ہے  
 کہ بچوں کا دل مثل موم کے ہوتا ہے جو بات کہو اور جیسی عادت ڈالو وہ نقش کا لکھڑ ہو جاتی  
 ہے۔ اگر اس وقت غفلت کی گئی تو پھر جوانی میں اس کا دل مثل پتھر کے سخت ہو جاتا ہے اور  
 اس وقت ان سے بری عادت کا مٹانا اور محال ہوتا ہے۔ اسی طرح پڑھنے لکھنے کی عمر  
 تعلیم سے خوف خدا محبت دین۔ فرائض دینی اور دنیاوی کے خیالات پیدا ہو جائیں گے  
 جن سے طبیعت میں صلاحیت اعتقاد ایمان میں پختگی آجائے گی۔ مگر اگر اور بد اطوار  
 نہ ہونگے عفت و محنت جیسے انمول جوہر کی دل سے قدر اور محافظت کریں گے۔ اسکے

علامہ نازانندہ عورتوں کی اپنی عصمت و عفت کا شیرازہ بھی اکثر عصمت مغرب اور علی العموم صحیحیت بدست جلد درجہ و برہم ہو جاتا ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ باطل سرشتی۔ نہ تو عفت و عصمت کی تعریف جانتی ہیں نہ حکم خدا و رسول صلعم سے واقف۔ نہ حقوق ہرادی نہ عقوبت والدین۔ نہ حقوق زن و شوہر سے آگاہ اور نہ مذہب کی حقانیت نہ مذہبی معلومات اور نہ فیوض و فیرہ سے ماہر ہوتی ہیں پس نہ او کو خوف خداوند عالم اور نہ خانمانی و قومی ننگ ناموس کا پاس ہوتا ہے اس لئے کٹنی ماماؤں کے دام تزدیر میں جلد آجاتی ہیں اسی غور کو کوئی عالم معاشرت یعنی تدبیر خانہ داری وغیرہ کی بھی چٹاں صلاحیت نہیں ہوتی اور وہ اکثر بھڑھڑھٹ ہوتی ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ بہت ٹھیک! میں اس تقریر سے بہت محظوظ ہوئی۔  
چھٹی میم صاحبہ۔ اس کے متعلق چند باتیں اور دریافت طلب ہیں۔  
میں۔ بہت خوب ارشاد کیجئے۔

## تعلیم کی اور کس طرح ہونی چاہئے

چھٹی میم صاحبہ۔ مسلمان پرورشین بیبیوں اور لڑکیوں کو تعلیم کن کن علوم کی اور کس طرح دینی چاہئے؟

بڑی میم صاحبہ۔ آپ نے جس طرح تعلیم النساء کی ضرورت اور مفید ہونے کو ثابت کیا ہے اُس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورتوں کو پردہ کی قید کے ساتھ تحصیل علوم میں بالکل مردوں کی طرح آزادی ہونی چاہئے۔

چھٹی میم صاحبہ۔ اور اسی طرح تمام علوم مروجہ۔ موجودہ طریقہ تعلیم کے مطابق اعلیٰ درجہ تک سکھانے پڑھانے چاہئیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ اپنی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے تو خود گورنمنٹ نے بڑے بڑے

شہروں میں اعلیٰ درجے کے زنانہ مدرسے کھلوا دئے ہیں جن میں تعلیم یافتہ بنگالی و پارسی لیڈیاں اور سین مافیہ مسئلہ ہیں ایسے مدرسوں میں مسلمانوں کے سوا اور قوموں کی بھی سدا لڑکیاں تعلیم پاتی ہیں۔

چھوٹی میم صاحبہ مسلمان اپنی لڑکیوں کو انگریزی تعلیم نہیں دینا چاہتے۔  
بڑی میم صاحبہ کیوں بادشاہ وقت کی زبان سہمے۔ دیکھ کے کل کاردار اب اسی زبان میں  
ہوئے ہیں۔

میں۔ بحث اس وقت صرف مسلمان عورتوں کی تعلیم پہ ہو رہی ہے نہ کل عوام ہند کی  
ستورات کے متعلق۔ لئے میرے ناچیز خیال میں جو رائے قومی بہنوں کی تعلیم کے لئے ضابطہ  
ہے وہ ظاہر کرتی ہیں اس میں آپ لیکوں کہ کئی سوالات کا جواب دیا جاتا ہے۔ رجوعہ لکھا  
تعلیم جو سب کا اسی سکولوں میں رائج ہے جن میں چونکہ شروع ہی سے انگریزی۔ علم الحساب تواریخ  
جنزافینہ۔ علم ایٹ۔ سائنس۔ اور فلسفہ جدیدہ وغیرہ کی کتابیں طالبوں کی طرح سے پڑائی  
جاتی ہیں۔ اس کا پڑانا قومی بہنوں اور بچیوں کے لئے سیری رائے میں اس وقت تک ہرگز  
مناسب اور مفید نہیں جب تک کہ وہ مذہبی معلومات اور مذہبی احکام و ہدایات اور قومی  
تہذیب تمدن سے کما حقہ باہر و درہ نہ ہوں۔ موجودہ سکولوں کی تعلیم نے ہونا ہار لڑکیوں کو  
کو کو سنا فائدہ پہونچایا ہے جو عورتوں کے لئے مفید ہوئی۔ آٹھ نو برس کی جا رہنمائی کے بعد  
لڑکے انٹرن پاس کرتے ہیں۔ اگر ایسے پاس نہ لڑکیاں کا امتحان مذہبی معلومات  
اور اصول اسلامی تواریخ وغیرہ میں لیا جاوے تو پتہ لگے کہ شاید راج مفید ہی بھی مشکل ایسے  
نہیں گے جو کو سارے کلمے بامعنی یاد ہوں۔ اسکی شہادت میں میں اپنے عزیز قاریب کے  
لڑکوں کو بھی پیش کرتی ہوں پھر ایسے لڑکوں یا مردوں سے اسلام اور مسلمانوں کو کیا فائدہ  
پہونچا۔ یا آئندہ پہونچے گا۔ اسی مذہبی تعلیم اور تربیت کی فروگزاشت نے تو انگریزی دان  
مردوں کے تدم و گنگا دئے اور وہ صراط مستقیم پر ثابت تدم نہ رہ سکے پھر ایسی ناقص

تعلیم سے نو ہلالان قوم کو کون سا فائدہ پہونچے گا۔ بجز اسکے کہ مردوں کی طرح اُن میں بھی دہریت اور بچریت کا مادہ پھوٹ پڑے۔ جس کے زہریلے اثر سے معاشرہ ہو کر پردہ جھپی محترمہ رسم کی مخالفت کی جاوے اور آزادی۔ نظربازی۔ گلی کوچوں کی ہوا خوری و فخریوں کی نشی گیری۔ مردوں کی برابری وغیرہ کی خواہش رگ و ریشہ سراسیمہ کر جائے۔ اور نہ بڑوں کا ادب۔ نہ چھوٹوں کا لحاظ رہے مفلس عزیز و اقارب سے متنفر اور غریب سے شیطانی مریدین جاویں اَللّٰهُمَّ اَرْحَمَ۔ خدایا تو ایسے روز بد دیکھنے سے محفوظ رکھ آئینہ آئین۔ اسلئے میں بڑے زور سے یہ بات اپنی قومی بہنوں کو ظاہر کرتی ہوں کہ ہماری مفلس قوم کو اس وقت تک کبھی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی جب تک کہ جمیع افراد ولایت حضور انور شافع محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سیرت کی پیروی اور اذن کی پاک اور مقدس تعلیم پر دل و جان سے عمل نہ کریں۔ خداوند کریم نے صاف لفظوں میں فرمایا ہُو لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات میں تمہارے لئے اچھا نمونہ ہے۔ اسلامی شریعت مقدسہ ایسی کامل اور مکمل ہے کہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی ہر امر میں ہلکوا پنی شریعت سے مدد مل سکتی ہے اور یعنی چاہیے۔ اگر آج قوم کے لوگ اس پر اخلاص سے عملدرآمد شروع کر دیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں کہ ترقی۔ اقبال۔ ہمارے دروازوں کی جاروب کشی کرنے لگے جس کی شہادت میں اللہ تعالیٰ سورہ منافقین میں یوں فرماتا ہے۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ دَرُؤْلِهٖ وَلِلّٰهِ مُنَاقِبُ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ۔ یعنی عزت خدا کے لئے اور اُس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے لئے ہے گرنہ منافق لوگ۔ اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اسلئے میرے اپنے خیال میں قوم کی زندگیوں کو سترے پہلے ضروری مذہبی تعلیم دینی چاہیے جس سے اسلام کی حقیقت اور شریعت مقدسہ کی عظمت اذن کے دلوں میں اچھی طرح قائم ہو جائے۔ دین و ملت کی حقیقت و محبت سے اذن کے دل کو نورانی ہوا ملے۔ تمہارے فضل سے۔ اب اس بارہ فارسی

میں بھی ایسی کتابوں کی کمی نہیں تھی۔

بڑی میم صاحبہ۔ آخر لڑکیوں کے لئے ابتدا سے انتہا تک درس ندر لیکر بطبع ہو  
میں۔ ابتدائی تعلیم لڑکیوں کی مثل لڑکوں کے اسی وقت سے شروع ہونی چاہیئے  
جو وقت سے بچی بولنا شروع کرے جو بائیں اور ن کو زبان با آسانی سکھا سکتی ہیں جب  
زبان صاف ہو جاوے اور چھوٹے چھوٹے فقرے سمجھنے لگیں تو چوتھے برس کتب کی  
رسم معمولی طریقہ سے ادا کیے کہ اس کا قاعدہ پڑھا جائے اور اس بات کی کوشش کی جائے  
کہ حروف کے تلفظ صحیح کریں اور ایک دوسرے کا فرق بخوبی ذہن نشین ہو جائے۔ دسویں  
بند ایک دفعہ امتیاز اور محسب چھوٹی چھوٹی کتابیں پڑا کر یکے بعد دیگرے شریفیت یعنی زبان باری  
کرا کے خوب سمجھانے چاہئیں اور ساتھ ہی ایسی عادت ڈالی جائے کہ سولے اور اسیٹھ  
تہیت بچی اپنی پیاری پیاری زبان میں کل کلمے ادا کرے اور پچھلے ہفتے جادے۔

پانچویں برس صرف و خواہ دو کے چھوٹے چھوٹے رسالے اور تین چار چھوٹی چھوٹی  
اخلاقی کتابیں پڑائیں اور مختصر طریقہ سے نماز۔ روزہ اور دیگر فرضی باتوں کے قواعد  
بتائیں اور کارآمد مسائل کے رد لے پڑھانے میں ساتھ کے ساتھ موقع موقع ہائیت نفعت  
سے انکے طریقہ بھی غلا سکھاتے جائیں۔ لیکن اس میں ایسا طریقہ اختیار کریں کہ بچی کو جبر نہ  
گزرے بلکہ وہ خوشی ادا کرے اور اس کا جملہ الفاظ سہجہ کماں کی بے ترتیبی پر کوئی ہنس نہ دے  
ورنہ احتمال ہے کہ بچی کھسیانی ہو کر نہ بکرا جاوے گی۔

پچھٹے اور ساتویں برس قرآن مجید شروع کرائیں۔ تین ترجمہ اور تین نغزل کے اور تفسیر کا  
لب باب بھی تھوڑا تھوڑا سبقاً سبقاً پڑھانا اور اچھی طرح دہن نشین کرنا چاہیئے۔ لیکن  
اس میں محبت ہرگز نہ ہو بلکہ بچی کی برواشت اور غرضی کا اعتدال کیساتھ لحاظ رہے  
اور موقع باکر زبان حساب بھی غوراً غور دہاتے رہیں۔ ساتویں برس صوم و صلوات کی  
پابندی کے ساتھ لباس کی صفائی نشست برخاست اور خورد و نوش میں سلیقہ و تہذیب

زور دیا جائے۔

آٹھویں برس۔ بزرگان دین کی چھوٹی چھوٹی سولہ عمریاں۔ تواریخ نجومی۔ اور علم معاشرت یعنی تہذیب خانہ داری اور کمنا سکھانا چاہیے۔

نویں برس بھی۔ علم معاشرت۔ سینا پرانا۔ ملکی تواریخ و جزائیر مع نقشہ اور جغرافیہ طبعی و توہم نشین کر کے پڑھانا چاہیے۔

دسویں برس۔ صرف و نحو فارسی اور علم ادب فارسی کی دوچار مستند کتابیں یا انجمن حمایت اسلام لاہور کی فارسی کی چار کتابیں خوب سندھی و توجہ سے پڑھائیں۔ اور دینیات کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم شروع کر دیں اور لڑکی کی لیاقت کا امتحان لیتے رہیں۔

گیارہویں برس دشکاری اور انتظام خانہ داری کو مقدم رکھیں اور حفظان صحت کی چھوٹی چھوٹی عمدہ کتابیں پڑھائیں۔

بارہویں برس۔ عربی صرف و نحو کے آسان آسان قواعد بڑی توجہ مگر سہل طریقہ سے پڑھا کر عربی علم ادب کی دوچار کتابیں پڑھانی جائیں تاکہ معمولی عربی سمجھنے اور ترجمہ کرنے کی کچھ بہارت ہو جائے۔ اسکے بعد بقدر ضرورت طب و تشریح اور علم الہیات وغیرہ پڑھانا چاہیے۔ اتنی ادا تہی تعلیم کے بعد اگر زمانہ فرصت دے تو مدبرس اور یعنی تیسروں اور چودھویں برس تک خواہ انگریزی پڑھائیں خواہ فلسفہ جدیدہ کا ماہر بنائیں۔ کیونکہ ایسی مذہبی تعلیم اور تربیت کے بعد پر دشمن بیبیوں کا گمراہ اور بدکار ہونا بعید از قیاس ہے ادا کر کوئی شامستہ اعمال سے ہو جائے تو اسپر قہر خدا سمجھنا چاہیے۔ اسوقت ایک ہی ایسا زمانہ دریا یا سکول موجود نہیں جس میں اس طریقے پر نہ ہی تعلیم دی جاتی ہو اور نہ فی زمانہ ایسی لائق معلمہ اور استاتیاں ہی ملتی ہیں۔ اسلئے ہر خاندان کے مرد و دل کا یہ فرض ہے کہ اپنی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کا یا اگر ان اسوقت تک اپنے ذمہ لیں جب تک کہ اس خاندان کی کوئی بی بی ایسی تعلیم یافتہ نہ ہو جائے۔ اسطرح کی تعلیم سے کامل مذہبی واقفیت

کے علاوہ لڑکیوں اور شریف بیبیوں کو زمانہ گذشتہ کے اسلامی کائنات سے اور قوم کی موجودہ  
پست حالت کے اسباب بھی بخوبی معلوم ہو جائینگے۔ انتظام خانہ داری۔ بچوں کی پرورش  
اور تعلیم و تربیت کے طریقے اور دیگر ذرائع دینی و دنیوی کا بھی بقدر ضرورت علم ہو جائیگا  
اس واسطے حامیان تعلیم النساء کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ جس قدر علمی و مذہبی تعلیم ہوتی ہے  
قدر قوم کی بہو بیٹیوں میں پاکیزگی۔ راستی۔ حکم۔ شکر گزارگی۔ نیکی و برادری۔ و دور آنا پیشی  
خود تدبیر اور صبر تحمل وغیرہ کا مادہ ترقی کر گیا۔ پہلے ادھلات شمع رسوم۔ شرک و بدعت  
وغیرہ سے انہیں نفرت ہو جائیگی اور ہر کام میں لوگیاں اپنی بڑی بوڑھی سے مشورہ کرنا  
بھائی۔ بہن والدین اور کل عزیز واقارب کی علی قدر مطاعت و خدمت و عزت کریں گی  
عارض کسی طرح گھر کے کام میں غارتہ نہیں گئی۔ اس کے برخلاف وہ ایسے زمانہ سے نہیں  
کہ موجودہ طریقہ تعلیم رائج ہے اور دیگر اقوام کی عورتیں معلمہ اور تالیف ہیں یا جس کسی خاندان  
میں موجودہ طریقہ تعلیم نے قدم رکھا ہے اگر اس خاندان کے نوک غریب یا متوسط  
درجے کے ہیں تو گویا اس خاندان کی سہی سہی مالیش کا بھی خاتمہ سمجھنا چاہیے۔ مجھے  
اپنے شہر عظیم آباد میں ایسی تعلیم یافتہ بیبیوں سے اکثر ملنے کا اتفاق ہوا ہے جنکو گھر کے  
کسی کام میں ہاتھ لگانا قسم ہے ادنیٰ ادنیٰ باتوں کے لئے ماماؤں اور دوسروں کی محتاج  
رہتی ہیں۔ ست نئے صابن کی ٹکیاں پوڑے۔ تیل پھیل مزیت سے کیا زیادہ مشکل سے  
جاتی ہیں ساورائینہ ہے اور وہیں پکڑوں کی تراش خراش میں بے وجہ بھی غیر اقوام کی  
عورتوں کی اور ہودی نقل کئے جاتی ہیں۔ دن میں تین تین بار کپڑے تو بدلتی ہیں لیکن نماز  
کے وقت سر میں خیطانی چکر اور درد پیدا ہو جاتا ہے اس لئے بارگاہ باری تعالیٰ کی حاضری  
سے قاصر رہتی ہیں۔ رات دن ضرب اسحاق عشیقہ ناول۔ جھوٹے قصے فسانے اور  
یہودہ غزلیات کی کتابیں پڑھتی رہتی ہیں جسے ہر فقرے پر فٹنڈی سانسیں بھرتی ہیں  
اور آنسو بھی بہاٹے جاتی ہیں کس کس کی مجال جو ان کو منع کرے۔ ایسی بہنوں نے ہمت



پردہ نشین بیبیوں کو اور پردہ کو جیسا بدنام کیا ہے اظہر من الشمس ہے۔ اسی طرح ان جادو  
بھری کتابوں نے جہاں تک تعلیم کے بارے میں کہا ہے وہ سب جیسا ہے۔ ایسی بیبیوں کو  
عموماً اسراف بیجا کا سواں روح بھی ضرور ہی لاحق ہو جاتا ہے۔ والدین کو اتنی خدمت  
ہی نہیں جو ان کی نگہداشت کے لئے لڑائی لڑاؤ اور لڑائی ہوئے صحت اور تندرستی کو برباد نہ  
خیالات کا سمجھ کر دل ہی دل میں مسکرایا چلو چھٹی ہوئی۔ ان ایسی تعلیم یافتہ لڑکیوں اور بیبیوں  
سے ایک فائدہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ کبھی خطرہ بظمضامین، لکھکر نئی روشنی کے زمانہ اخبارات  
میں درج کر کے اپنی روشن خیالی کا شہرہ ویدیتی اور اعلیٰ درجہ کا ایک جھٹک  
ہاتھ بٹاتی ہیں۔ یعنی کوئی بہن پردہ اٹھا دے جانے کی تائید کر کے ثواب دارین حاصل  
کرتی ہیں تو کوئی لڑکیوں کی شادی کر کے واسطے اخراجات میں اشتہار دینا بخیر کرتی ہیں۔  
پس ایسی تعلیم ہے عفت و محنت کی بیش بہا دولت جو اس وقت ہی ہماری مفلس قوم میں محفوظ رہی  
خاک میں بیگیں ان ایسی بیہودہ تعلیم سے بہو بیڈیوں کو بے علم رکھنا بلاشبہ ہزار درجہ  
اوپر اور افضل ہے۔ شعر

یا خدا جملہ مسلمانوں کی عزت رکھ لے۔ \* شرع پر چلنے کی توفیق مسلمانوں کو دے

## مشرقی لیڈیوں کی تعلیم اور اس کا نتیجہ

جھوٹی میم صاحبہ۔ تعلیم النساء کے متعلق آپ کے خیالات بہت محدود ہیں اس لئے  
اس کے متعلق صرف ایک بات اور دریافت کرن ہوں۔ وہ یہ کہ مشرقی لیڈیاں جو گھڑی  
میں جا کر والدین کے سامنے تعلیم دیتی ہیں وہ پردہ نشین لڑکیوں کے لئے مفید ہے یا مفہور  
اگر مفید ہے تو ان کی روکا وٹیں کیوں نہیں ماوٹا دی جاتیں؟

بڑی میم صاحبہ۔ اگر آپ نے دیکھا نہیں تو بسا ضرور ہوگا کہ اس زمانہ میں پارسى، بنگالی اور  
مدرا سی عورتیں اعلیٰ درجہ کی انگریزی تعلیم حاصل کرتی ہیں اس وقت کئی عورتیں ایسی ہی موجود

ہیں جو ایم لے۔ بی لے وغیرہ اعلیٰ استخوانوں پر متمکن ہوتی ہیں اور احسن کی وہ قدر بجز نکلتے ہے جو محتاج بیان نہیں۔

چھوٹی میم صاحبہ۔ علیحدہ کے بڑے بڑے تسمیم یافتہ مسلمان اپنی قوم کی مستورات کو ایسی ہی تعلیم یافتہ بنانے کیلئے استعزز رحمت اٹھاتے ہیں لیکن عام مسلمان جن میں مغربی تعلیم کا اثر ابھی بہت کم ہے ان کی مخالفت کرتے ہیں۔

بڑی میم صاحبہ۔ اکثر بڑے شہروں کے معزز گھرانوں میں مشنری لیڈیاں انگریزی اردو کی تعلیم دینے اور دیکھاری سکھانے آجکل بھی جاتی ہیں۔

میں۔ چونکہ بحث مذہبی۔ اور قومی یہودی پر ہو رہی ہے۔ اسلئے تجھے خیالات اور دلی جذبات کو گھٹا بڑا کر ظاہر کرنا پس گناہ سمجھتی ہوں امید کہ میری آنا دانہ نکتہ چینیوں کو آپ لوگ معاف فرمائیں گی۔ چھوٹی میم صاحبہ۔ ہاں آپ آزادی سے بیان کیجئے ہم لوگوں کی دل خواہش اور عین خوشی ہی ہے کہ میں۔ آپ پارتی۔ بنگالی اور مدراسی عورتوں کا تذکرہ کرتی ہیں میں کہتی ہوں کہ اول تو ہندوستان میں کسی غیر قوم کی مستورات مسلمان پر دہن نشین بی بیوں کی طرح سختی سے پردہ میں رہتی ہی نہیں ہیں اور اگر افریقہ میں محال کسی نے دیکھا ہے کہ پردہ کیا بھی چلبے وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو تو وہ ان کا اور ہم لوگوں کا مقابلہ غلط ہے۔

بس ایسی بیبیاں جنکے ہاں پردہ رائج ہی نہیں یا وہ بیبیاں جن کے ہاں نیم پردہ مروج ہے مثلاً جبیل گاڑی سٹیشن پر پہنچی اور عزیز و اقارب ڈولی میں لینے یا ویسے ہی ہمراہ لینے آئے تو جھٹ برقعہ ڈال لیا اور جب وہ ادھر ادھر ہوئے اور موقع ملا تو پھر بالکل نظارہ بازی کرنے لگیں یا جب ریل میں سوار ہوئیں اور عزیز و اقارب اپنے اپنے اپنے جہوں میں بیٹھ گئے تو خوب تاںک جہانک کرنے لگیں جس کی میں خود شاہد ہوں۔ ایسا پردہ ہرگز وہ اسلامی پردہ نہیں ہے جس کی میں نے نامید کی ہے ایسے پردہ کو عصمت نام شریف نادیاں دیکھنا ہے کلبہ ہستی ہیں اور بے شک ایسا پردہ فاسد اور خطرناک ہے ایسے پردہ سے بڑھ کر کوئی ملان

کو دھوکا ہوتا ہے۔ ایسی بنیادیں جیسی اور جس طرح چاہیں تعلیم و تہذیب اور ہنر سہل کریں  
 ادن کو روا ہے کیونکہ وہ پردہ کا عدم یا پرائے نام ہے بلکہ ادن کی عیوب پوشی کیلئے میری  
 ناقص رائے میں کافی سے زیادہ ہے۔ علی گڑھ کالج میں ایک مسلمانوں کا ادارہ العلوم ہے اس کے  
 صرف چند ٹرٹی صاحبان جو بی۔ اے اور ڈس وغیرہ جیسے بے پرواہوں کے باشندے ہیں وہی پردہ  
 کے مخالف۔ مگر انہیں اپنی لڑکیوں کو ایف۔ اے کی تعلیم دلوانا چاہتے ہیں۔ باقی حضرات  
 ہیں کچھ تو مذہب ہیں اور کچھ پردہ کے حامی اور اگر ان بھی لیا جاسکے کہ سبھی پردہ کو مخالفت  
 ہیں اور سبھی اپنی لڑکیوں کو ڈگری یافتہ بنانا چاہتے ہیں تو بھی ادن کی مخالفت کی نہیں کچھ  
 پردہ انہیں کیونکہ لگے۔ زح کے تعلیم یافتہ مسلمان اہل تو دولت مند ہیں دوسرے انگریز طبقہ  
 بڑے بچوں سے تعلیم پاتے ہیں۔ ہمیشہ بڑے بڑے معزز انگریز۔ پارسی۔ مدراسی۔ سرہندہ اور بنگالی  
 خدائیسوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں اسلئے ان کے خیالات بھی ویسے ہی ہو گئے ہیں ادن نے  
 اپنے غریب متوسط الحال بھائیوں کی کیا خبر ہے۔ وہاں کے تعلیم یافتہ لڑکے مذہب کی جیسی کہ  
 پابندی پر د اور خدمت کرتے ہیں وہ بھی، انھیں من الشمس ہے۔

آج اگر ان خاندانوں میں بھی جہاں موجودہ پردہ اسلامی حیا کے قائم رکھنے کی عرصے سے  
 سختی برتا جاتا ہے ایسے ہی دوا یک فلسفہ جدیدہ کے ماہر اور مغربی تہذیب کے اندھے مقلد  
 پیدا ہو گئے اور محض ناماقتب اندیشی سے انہوں نے تعلیم نسوان کے خط میں اپنی عورتوں  
 اور لڑکیوں کو کرسی بے پردہ عورت سے تعلیم دلوانا شروع کر دیا اور ان کے ساتھ شیروکر  
 ہونے کی ترغیب اجازت دی تو قہور سے ہی عرصہ میں اس کا نتیجہ بھی پایا جو ہندوستان  
 کے اخبارات شام ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ ایسی لڑکیاں جن کے دینی تان  
 عظیم کی آیت شریف "لا تھنوا لیبھو و التصارے اولیا من دون اللہ" کی  
 مقدس ہدایت کو نظر انداز کر کے اپنی لڑکیوں کو مشنری لیڈیوں اور بے پردہ عورتوں سے تعلیم  
 دواتے ہیں۔ ان لڑکیوں کو جہاں خدا اور وطن سے الگ کر دیا گیا ہے انہوں نے یہود و غریبوں کو اپنا پاک

نادلوں اور قصۂ کہا نیوں کی کتابوں کو گلے لگایا۔ جن کے زہریلے اثر اودن کے اعلیٰ خالق اور نیک و پاک خیالات کو کمزور کر کے فاسد اور بے دل و دماغ میں بھر دیتے ہیں اور کچھ ہی عرصہ میں اودن سے بیہودہ حرکتیں اور خود راہیاں سرزد ہونے لگتی ہیں جنکی نسبت کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

ان کے سایہ کی ہوا بھی نہ لگے تو بہتر ہے ان کی صحبت سے بہت دور رہ کر چہرہ  
 آسمان کے مشنری لینڈی صاحبات موقع پا کر اور نظریں بچا کر جبکہ جبکہ یہ بھی تعلیم دینی  
 شروع کر دیتی ہیں کہ پردہ کی رسم بہت ہی اہل اور ظالمانہ ہے، گویا عجم کی قید ہے اس حکم کو  
 نفس پرست اور خود غرض مردوں نے ایجاد کر لیا ہے اور عورتوں کا ہنہ بندانہ کرنے کا فرسوس  
 اسے مذہب بتاتے ہیں ورنہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ آخر ہم کو کتنی تو فرت اور ہمیں سوز و گداز  
 کیسا سچا اور اچھا ہے کہ ہمیں پوری پوری آزادی دے رکھی ہے ہماری عزت پر تو بھروسہ کی  
 سے کوئی بٹہ نہیں لگتا جلو تم بھی ہمت کرو اور اس قید کی پٹری کو توڑ پھینکو۔ مراد ماننے  
 باتیں میری نصیب سے نہیں کہہ رہی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہی ہے۔ اسی طرح وہ مذہبی تعلیم دیتی  
 ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھینکا گیا نہ کہ اپنی حقیقت اور تاثیرات کی وجہ سے پادشاہ  
 عالم میں برقی روشنی کی طرح خود پھیلا اور کہ ارتش کفر کفر بائیں بائیں۔ قرآن مجید صحت کا کتاب ہے  
 اس حدیث فرضی میں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تین سو برس بعد جمع ہوئی۔ ہمارے پیغمبر  
 حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں کیونکہ حضرت مریم کے بطن سے بن باپ پیدا ہوئے اور  
 کل نبیوں سے افضل ہیں اپنی امت کی نجات کیلئے صلیب پر چڑھا اور لعنتی ہونا منظور کیا دیو  
 نفوذ باللہ۔ مغرض ہی طرح کی ہزاروں فرضی اور خود تراشیدہ باتیں بنا بنا کر تاکید کی جاتی ہے کہ خداؤ  
 خدا کے نہیں خود عقلمند بنا یا ہے ذرا سوچو تو روح القدس تمہاری مدد کر کے کالیں اب  
 کیا تھا چونکہ اس کج بحث لڑکی یا عورت کی آنکھیں پر اپنے آبائی مذہب اسلام کی پاک تعلیم اور  
 شریعت حق کے عیسائیانہ اصول اور نشانات توحید کی دلالت سے بحالت کی زبردست پٹی بند پڑتی تھی

ہوتی ہے اس لئے اس کے دل میں محبت عابد ہزاروں لمح کے شہادت پیاہو جاتے ہیں اور روز رات دن چرچ و تاب کھٹایا کرتی ہے۔ شرم و حیا کی بیش بہا دولت کا مادہ جو قدرت نے طبع انسان کو اپنے فضل خاص سے بخشا ہے اسے اجازت نہیں دیتا کہ وہ اس صاحبہ کی دیدہ دہنی اور لغو سوالات کا تذکرہ اپنے خاندان کے بزرگوں کے سامنے کرے اپنی تشفی کرے اور نہ اس میں اتنی پختہ کھری ہوتی ہے کہ اس صاحبہ کو یہ لہکر چپ کر دے۔

نظم

نہیں میل چپ کفر تو حید کا	تہا رام را پھر تعلق ہے کیا۔
تہا را مبارک رہے نعم کو دین	ہمارا سلامت ہے ہم کو دین
تہا ری میں راہوں سے بیزار ہوں	نہ میں کفر اور شرک کی رہ چلوں۔

اور نہ اسے اتنا علم کہ اس صاحبہ کے لامعنی سوالات کا حرف بہ حرف دندان شکن جواب بکری اسٹیج کے دوچار الزامی سوالات میں صاحبہ کے مبلغ علم کی تعلق کھولنے کے لئے پیش کر دے جیسے آجیل نہ ختم کیوں کیوں ہیں؟ ان میں باہم اختلاف اور تضاد کا باعث کیا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کس صدی کے بعد یہ یحییٰ کی گئیں اور کن لوگوں نے انہیں تابعت کیا؟ اور ان کی روایات کی جانچ کیا؟ کونسا معیار قائم کیا گیا تھا اور نا اچل مروجہ کی صداقت کی عیسائیوں کے پاس کیا سند ہے؟

جب تیسرے علیہ السلام صرف اسوجہ سے خدا کے بیٹے اسنے جلتے ہیں کہ آپ بن باپ حضرت مریم کے بطن سے پیدا ہوئے تو کیوں نہیں حضرت آدم (علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ کے بڑے بھائی تصور کئے جاتے۔ جبکہ آپ ماں باپ دونوں کے بغیر پیدا ہوئے۔ وغیرہ مختصر یہ کہ اس صاحبہ جو بظاہر اردو انگریزی پڑھانے اور دیکھانے آتی ہیں۔ انداز ہی انداز اپنے من کی کامیابی کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ کہ کمبخت لڑکی موقع پا کر آرائی مذہب اور خاندانی عزت و حرمت کو خیر باد کہہ ان باپ بچائی بند



خواب کرتی ہیں یعنی کتب و نیات۔ تو ان بزرگوارانِ ملت کی سوانح و نمایاں اور اسلامی انجامات  
اور رسالہ جات کا مطالعہ کرنا تو انہیں گویا نہرِ ملاں کا پانی لے پینے سے زیادہ شائق گذرتا ہے ان کی  
طبیعت تو جھوٹے اور غریب اخلاق ناولوں اور فقہہ کہانیوں کے پڑھنے میں لگتی ہے۔ بس ایسی  
یہ بیویوں کو بے پروا و غور توں کی تعلیم سونے پر سونے کا کام دیتی ہے جس کا کہ میں پہلے بار بار عرض  
کر چکی ہوں کہ قوم اگر حقیقی ترقی کا تہذیب دیکھ سکتی ہے تو مذہبی غلط فہمی۔ دینی اصول اور قومی  
تمدن وغیرہ کی پابندی کے ساتھ علوم و فنون جدیدہ کے حامل اگر نہ رہیں تو دنیا میں جو بھی ہوگا۔ یہ  
زندہ خدایا ملا نہ وصال نعم زادہ ہر کے رہ نہ آؤ گھر ہو گھر دوداں جان کہ کام سے ہم ندادہ کر دو چہ نادر کو کہہ

## میم صاحبہ کی خشتی اور خاتونیت

جو خشتی میں نے اپنی تقریر ختم کی! بڑی میم صاحبہ نے چھوٹی میم صاحبہ کی طبعیت مخاطبہ کر کر فرمایا  
بڑی میم صاحبہ۔ اب بڑا چاہئے بات زیادہ آگئی اور بچے سوئے ہیں  
چھوٹی میم صاحبہ نے گھڑی دیکھ کر فرمایا کیا رہ چکے ہیں مسٹر ولیم۔ میں بھی چلے گئے ہوں گے۔  
بڑی میم صاحبہ۔ اب اجازت ہو۔

میں۔ مسلمانوں کے رہاں ستور کے کج جب کی مہمان آتا ہے تو ادنیٰ دعوت حسبِ رت کیجاتی ہے  
لہذا کھانے تیار ہیں۔ بڑی میم صاحبہ اور چھوٹی میم صاحبہ نے اس وقت تعلق آپس میں کیا کہ ایک کھانا  
بہلانے کی چاہی لیکن پیٹ نہ مالتو جو ہو کر کہ نہ تھکیر کہ بہتہ ہوا اگر سب کچھ پر بھیج دیا جاتا۔  
میں نے کچھ کہہ بارہ میں اصرار کیا ہے اسلئے کہ انہوں نے خوب جاننا چاہئے کہ کس کون بڑی خشتی کی  
چھوٹی میم صاحبہ۔ کچھ مختلف نہیں تھی بلکہ طبیعت بہت خوش ہوتی۔  
پھر دونوں اوتھ کھڑی ہوئیں بارہنسی خوشی و خستہ ہوئیں۔ اسلئے ان کے بعد میں سے دارالامان نظر  
کھانے کھلے اور خواجہوں میں لگا کر باہر بھیجا دئے۔

